۷۸۶/۹۲

رمز الوحدت

امامِ جلوی رحؒ

خادم دربار

سید سبطین حسین قادری جلوی

۷۸۶

اِنتساب

چونکہ یہ تحقیق جناب سیدی وسندی ومُرشدی ومخدُومی مخزن علوم سُبحانی مصدر فیوضِ یزدانی سرگروہ اولیاء اللہ حضرت پیر دستگیر سید شیر محمّد شاہ صاحب ادام اللہ فیوضہم کی غلامی کا صدقہ اور حضور اقدس ہی کے بحر کرم کا قطرہ ہے اِس لئے مَیں اپنی اِس ناچیز تصنیف کو آں ذات قدسی صفات قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ المبارک کے نام نامی واسم گرامی کے ساتھ منسوب ومعنون کرنے کا شرف حاصل کرتا ہُوں تاکہ اِس اِنتساب مقدّس کی برکت سے یہ رسالہ نافع الخلائق ہو امین

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ
وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی
اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ
اَجْمَعِیْنَ

خادم الفقراء غلام محمّد عفی عنہ ازجلّوانہ
ضلع لائلپور

فاینما تولوا فثمّ وجہ اللہ

طالبان اسرار حقیقت را مژدہ کہ دریں زمان سعادت اقتران بتوفیق الٰہی وفیوض نامتناہی نسخۂ نادر الوجود مسمّٰی بہ

رمز الوحدت

مصنّفہ

مولوی غلام محمد صاحب خادم غوث المحققین قطب الموحدین
حضرت سید شیر محمد شاہ صاحب کیلانی ادام اللہ فیوضہم

در اشرف پریس باہتمام انتظامی کمیٹی مطبوع شد!

ملنے کا پتہ: میاں محمد یار وٹو قادری ڈھڈی والا
لائل پور شہر

بار دوم ---- تعداد ایکہزار ---- قیمت تین روپے

هُو الکُل

رمز الوحدت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ذات[۱] (حق سبحانہ) منزّہ غیبُ الغیب	عین مقدّس (ذات پاک) پاک از عیب
سِرُّ السّرّ و نُورُ النّوُر (راز در راز)	کنز[۲] المخفی (خزانہ پوشیدہ) گنج مستور (پوشیدہ)
اَحد[۳] حقیقی حق سُبحان	لا تعیّن[۴] لا مکان
عین[۵] المطلق محض وجود[۶]	ہستی[۷] ساذج (سادہ) لامحدود (بے حد ۱۲)

۱ ذات منزّہ موجود مطلق سے مراد ہے اور وہ مرتبہ احدیت ہے جو تمام اسماء اور صفات کی اضافت سے منزّہ اور ہر ق
حتیٰ کہ قیدِ اطلاق سے بھی مقدّس ہے اور وہ غیب الغیب اس لئے ہے کہ مرتبہ ذات میں ظہورِ حق منتفی ہے
ہی اس مرتبہ میں اشیاء کا علمی و عینی وجود ہے کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَهٗ شَیْءٌ یعنی اللہ تھا اور نہ تھی ساتھ اُس کے
شے۔ ۲ کنز المخفی یعنی وہ ذات پردۂ غیب میں مستور ہے جیسا کہ فرمایا کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًا یعنی تھا میں خزانہ پوشیدہ
اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ ۳ احد حقیقی آہ احد ذات کا اِسم ہے باعتبار سقوط جمیع اعتبارات اور تعیّنات کے بخلاف اِسم واحد
وہ ذات کا اِسم باعتبار ثبوت اعتبارات اور تعیّنات غیر متناہیہ کے ہے ۴ لاتعیّن یعنی ذات پر مِنْ حَیْثُ ہِیَ ہِیَ کے
کا حکم صحیح نہیں ہے نہ حقی نہ خلقی نہ علمی نہ عینی اور یہ مرتبہ احدیت مطلقہ ہے ۵ عین المطلق یعنی ذات بالکل مطلق ہے غیر کا شائبہ اسمیں
نہیں بخلاف دیگر مراتب کے کہ اُنمیں مطلق مضاف ہے ۶ وجود محض آہ محض بمعنی خالص یعنی وجود مِنْ حَیْثُ ہُوَ ہُوَ اسم و رسم و نعت
سے خالص ہے ؎ ہستی منزّہ ہست از ہر اسم و نام ؎ تو چہ می جُستی بر اسم اے غلام ۷ ہستی ساذج آہ
سادہ کا معرّب ہے یعنی وہ ذات جو ہر اسم اور ہر نعت اور ہر نسبت اور ہر اضافت وغیرہ سے سادہ ہے۔

غیب[1] ہوّیت سِرّ عماء[2]
شان معلّٰے نام لطیف
غیر مقیّد مطلق ذات
بے قید
خاص ہو اللہ پاک اَحَد
واجد ماجد واحِد نُور
غنی ۱۲ — بزرگی والا ۱۲ — تنہا ۱۲

مُنقطعُ[3] الوجدان خدا
خاص مُبرّا[4] ذات شریف
عین[5] الاسماء عین صفات
قادر مطلق فرد صمد
آزاد ۱۲ — یگانہ ۱۲ — بے نیاز ۱۲
اَرحم اَکرم ذات غفور

[1] غیب ہوّیت یعنی ذات غائب جس کا اصلاً شعور نہیں ہوتا اور وہ باطنوں کا باطن ہے [2] سرّ عماء آہ عماء وُہ حقیقتِ ذات ہے جو کسی مرتبۂ حقیہ اور خَلقیہ کی طرف منسُوب نہیں جیسا کہ مخبرِ صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کَانَ فِیْ عَمَاءٍ مَافَوْقَہٗ ھَوَاءٌ وَّمَاتَحْتَہٗ ھَوَاءٌ یعنی اللہ تعالیٰ عماء میں تھا اور عماء ایک ایسی چیز ہے کہ نہ اُس کے اُوپر ہَوَا ہے اور نہ اُس کے نیچے ہَوَا ہے یعنی نہ حق ہے اور نہ خَلق ہے پس عماء احدیت کے مقابل ہے جیسے کہ احدیّت میں اسماء اور صفات مضمحل ہیں اسی طرح عماء میں کسی چیز کا ظہور نہیں ہے۔ (انسان کامل) [3] منقطع الوجدان یعنی طت معرّیٰ ہ جس میں وجدان ذاتی وصفاتی ہرگز نہیں۔ [4] ذات شریف اللہ تعالےٰ کی ذات سے وُہ ذات مراد ہے کہ جس سے وہ موجود ہے اور وہ بالذّات قائم ہے اور وہ ایک ایسی چیز ہے کہ اسماء اور صفات کا مستحق ہے اور ہر صورت کیساتھ کہ جس کو معنیٰ چاہتے ہیں مُتصوّر ہے یعنی ہر صفت کیساتھ موصوف ہے اور اس کا وجود ہر اسم کا مستحق ہے اور اسکا کمال ہر مفہوم کا مُقتضی ہو از انسان کامل۔ [5] عین الاسماء آہ یعنی ذات مطلق تمام اسماء اور صفات الٰہیّہ اور کونیہ کی عین ہے نہ کہ غیر۔

قال الجامی قدس سرّہٗ بنام ایزد کہ آں نامے ندارد ؎ بہر نامے کہ خوانی سر برآرد ؎

خالق مالک رازق عام	حافظ ناصر ذوالاحترام
	مددگار ۱۲ صاحب بخشش
حضرت اعلٰے والاشنے	فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى
بہت بلند ۱۲	پس واسطے اس کے اچھے اچھے نام ہیں ۱۲
واجب ذات قدیم صفات	مبدءِ عالمِ موجودات
جو اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہ ہو۔ جو ہمیشہ سے ہو	پیدا کنندہ
شاہد خلوت خانہ راز	عین حقیقت عین مجاز
معشوق یعنی حق سبحانہٗ وتعالےٰ	معنی صورت
ایک[1] ہی ایک نہ ہرگز دو	دو جا کہے سو مشرک ہو

[1] حقیقت میں ذات واحد کے سوا کوئی موجود نہیں ہے اور یہ کثرت جو دکھائی دیتی ہے فقط وہمی ہے۔ اس کی کوئی علیحدہ حقیقت نہیں بلکہ وہی وجود واحد کثرت موجودات کی صورت پر جلوہ نما ہے جیساکہ حضرت شیخ الاکبر رضی اللہ عنہ فص یوسفی میں ارشاد فرماتے ہیں اِعْلَمْ اَنَّ الْمَقُوْلَ عَلَیْهِ سِوَى الْحَقِّ اَوْ مُسَمَّى الْعَالَمِ هُوَ بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْحَقِّ كَالظِّلِّ لِلشَّخْصِ فَهُوَ ظِلُّ اللّٰهِ فَتَفَطَّنْ وَتَحَقَّقْ مَا اَوْضَحْتُهُ لَكَ وَاِذَا كَانَ الْاَمْرُ عَلٰى مَا ذَكَرْتُهُ لَكَ فَالْعَالَمُ مُتَوَهَّمٌ مَالَهُ وُجُوْدٌ حَقِيْقِيٌّ وَهٰذَا مَعْنَى الْخَيَالِ اَىْ خُيِّلَ لَكَ اَنَّهُ اَمْرٌ زَائِدٌ قَائِمٌ بِنَفْسِهٖ خَارِجٌ عَنِ الْحَقِّ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ فِىْ نَفْسِ الْاَمْرِ یعنی جانو کہ جس چیز کو غیر حق کہا جاتا ہے یا عالم نام رکھا جاتا ہے اُس کی نسبت حق کی طرف ایسے ہے جیسے سایہ کی نسبت شخص کی طرف ہوتی ہے پس وہ اللہ کا سایہ ہے لہٰذا جو کچھ میں نے واضح کیا ہے سمجھو اور تحقیق کرو۔ اور جب بات یہی ہے جیسی میں نے بیان کی ہے تو پس عالم ایک وہمی چیز ہے اُس کیلئے اصلی وجود نہیں ہے اور خیال کے یہی معنی ہیں کہ تم کو خیال ہو گیا ہے کہ عالم کوئی جدا چیز اپنی ذات میں قائم ہے حالانکہ اصل میں یہ بات نہیں ہے انتہٰی پس حضرات صوفیہ عالم کو وہم اس لئے کہتے ہیں کہ اُس کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ وہی وجودِ واحد کثرتِ عالم کی صورت پر ظاہر ہے چنانچہ ان حضرات

کے نزدیک اشیائے عالم اعیان ثابتہ یعنی صُوَرِ علمیہ کا پرتو ہیں اور صُوَرِ علمیہ حقائق ممکنات ہیں، مرتبہ علم میں ثابت ہیں۔ علم سے باہر نہیں آئے اور علم صفاتِ الٰہی سے ایک صفت ہے اور مطابق عقیدہ صوفیہ وجودیہ صفات عین ذات ہیں پس ثابت ہُوا کہ وجودِ اشیاء عین وجودِ حق ہے جیسا کہ حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ فرماتے ہیں اِنْ شِئْتَ قُلْتَ حَقٌّ وَاِنْ شِئْتَ قُلْتَ خَلْقٌ یعنی چاہے موجودات کو حق کہو چاہے خلق کہو دونوں درست ہیں اور فرمایا سُبْحَانَ مَنْ خَلَقَ الْاَشْیَاءَ وَھُوَ عَیْنُھَا یعنی پاک ہے وُہ ذات جس نے پیدا کیا اشیاء کو اور وہ اُن کا عین ہے پس ثابت ہُوا کہ خارج میں وُجودِ حق کے سوا کوئی شے موجود نہیں ہے۔ وحدت وجود کا یہی معنیٰ ہے جو حضرات صوفیائے کرام علیہم الرضوان پر منکشف ہُوا ہے۔ فافہم ٭

اُس بن غیر نہیں موجود — اوّل آخر ایک وجود
ظاہر باطن ذات پہچان — جس سے پیدا ہُوا جہان
ذات الٰہی بیچ مثال — فِیْھَا[١] اَلْکُلُّ عَلَی الْاِجْمَال
الوحدت مثل انگور — پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے نور
عالم مثل درخت یقین — کرسی عرش افلاک زمین
کثرت عالم قبل (پہلے) ظہور — ذات اَحد موں تھی مستور (پوشیدہ)
لیکن بعد ظہور جہان — ذات ہوئی در خلق نہان

[١] اس میں کل شے بروجہ اجمال درج ہے۔

جان شجر (درخت) کو عین نوات (بیج ۱۲)
چوٹی پر ہے پھل انسان
جو کچھ ظاہر بیچ وجود (ہستی)
مجمل اور مفصل (تفصیل کیا گیا) کل
برزخ جامع فیما بین
نسخہ شامل کل کتاب (وجود مطلق)
گوہر ذاتی سر (راز) نہان (پوشیدہ)
ظاہر[۳] خلق و باطن حق
اللہ[۴] عین محمد مان

عالم ہے خود عین الذات (حق سبحانہٗ ۱۲)
فَهُوَ الْآنَ[۱] كَمَا هُوَ كَانَ
مجمل (اکٹھا) در انسان نمود (انسان میں ظاہر ہے)
سرورِ عالم ختمِ رسل (رسولوں کا پورا کرنیوالا)
شانُ العلم و شانُ العین
اُمّی لقب (اصل کل) امین خطاب (امانتدار ۱۲)
اسم[۲] الاعظم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) فی القرآن (مراد از عالم)
عین مقید والمطلق (بے قید)
اسموں ہرگز شک نہ جان

[۱] پس وہ اب بھی ایسا ہے جیسا کہ پہلے تھا [۲] اسم الاعظم سے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم مراد ہیں جیسا کہ حضرت امام حسین علیہ السّلام مرآۃ العارفین میں فرماتے ہیں وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَی الْاِسْمِ الْاَعْظَمِ یعنی اور رحمت ہو اوپر اسم اعظم کے [۳] چنانچہ انسان کامل کے باب فاتحۃ الکتاب میں ہے فَالْاِنْسَانُ الَّذِیْ ھُوَ الْخَلْقُ بِاِعْتِبَارِ ظَاھِرِہٖ ھُوَ الْحَقُّ بِاِعْتِبَارِ بَاطِنِہٖ یعنی انسان باعتبار اپنے ظاہر کے خلق ہے اور باعتبار باطن کے حق ہے [۴] شیخ الاکبر رضی اللہ عنہ حٰمٓ عٓسٓقٓ کی تفسیر میں فرماتے ہیں اَیِ الْحَقُّ ظَھَرَ بِمُحَمَّدٍ وَقَالَ فَالْحَقُّ مُحَمَّدٌ ظَاھِرًا وَّ بَاطِنًا یعنی حق سبحانہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظاہر ہوا اور فرمایا اللہ محمد ہے از روئے ظاہر و باطن کے صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

خاص عقیدہ اہل وصول (واصلانِ خدا)
میم کا برقعہ مکھ پر ڈھو
نورِ نبیؐ اور نورِ خدا
اَنَا[1] مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ فرمان
باعثِ کُل ہے احمدؐ پاک (صلی اللہ علیہ وسلم)
احمدؐ ہے خود احد مسلّم (تسلیم کیا گیا)!

آپ ہی اللہ آپ رسول
آیا نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہو!
ایک ہی ذات صفات اسماء (جمع اسم عام)
وَالْکُلُّ مِنْ نُوْرِیْ جان
پڑھ[2] لَوْلَاکَ لَمَا اَفْلَاک
صلّے اللہ علیہ وسلم

در بیان مسئلہ وحدۃ الوجود مع دلائل القرآن

قَالَ[3] اللّٰہُ فِی الْقُرْاٰنِ — کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ

[1] میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام شے میرے نور سے ہے [2] لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ اے میرے حبیب اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا اور فرمایا لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْکَوْنَیْنِ یعنی اگر آپ نہ ہوتے تو میں نہ پیدا کرتا دونوں جہان کو بلکہ فرمایا لَوْلَاکَ لَمَا ظَهَرَتْ رُبُوْبِیَّتِیْ یعنی اگر آپ نہ ہوتے تو میری ربوبیت بھی ظاہر نہ ہوتی [3] اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یعنی جو کوئی زمین پر ہے فنا ہونیوالا ہے اور باقی رہیگی ذات تیرے رب صاحب بزرگی اور انعام کی۔ عرائس البیان میں ہے اگر تو نظرِ تحقیق سے کون اور اسکے اہل کو دیکھے تو اسکے فنا کی حقیقت کو دیکھ لیگا اگرچہ ظاہر میں وجود کی رسم ہے کیونکہ جس کا قیام غیر سے ہو وہ درحقیقت فانی ہے پس وجودِ حقیقی وجودِ قدیم ہے۔ جیسے فرمایا وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

نیز بغیر از حق سبحان	کُلُّ شَیٍٔ ھَالِكٌ[1] جان
نور فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰہِ![2]	چمکے ھر جا کر و نگاہ
وَھُوَ مَعَکُم[3] دھرو دھیان	عین سبھی کا ہے سبحان
نَحْنُ اَقْرَب[4] حق فرمود	شہ رگ سے نزدیک وُدود

رگِ گردن ۱۲ — حق سبحانہٗ ۱۲

[1] کُلُّ شَیٍٔ ھَالِكٌ اِلَّا وَجْھَہٗ تفسیر قادریؒ میں ہے کہ جب محققوں کے نزدیک موجود حقیقی کوئی نہیں مگر حق سبحانہٗ وتعالیٰ تو حقیقت میں اُس کا ماسویٰ فانی ہے اور شرح عوارف میں ہے کہ حق تعالیٰ نے یہ نہ فرمایا کہ یُھْلِكُ تاکہ معلوم ہو جائے کہ سب چیزوں کے وُجود آج ہی اُسکے وُجود میں فنا ہیں [2] شیخ الاکبر رضی اللہ عنہ تفسیر میں فرماتے ہیں فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا (پس جدھر تم مُنہ کرو) یعنی تم ظاہر و باطن کی جس جہت کیطرف توجہ کرو فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰہِ (اُدھر ہی اللہ کا رُخ ہے) یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات جو تمام صفات کیساتھ تجلّی کرنیوالی ہے [3] تفسیر محی الدّین ابن عربیؒ میں ہے وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ لِوُجُوْدِکُمْ بِہٖ وَظُھُوْرِہٖ فِیْ مَظَاھِرِکُمْ یعنی وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو کیونکہ تمہارا وجود اُسکے ساتھ ہے اور اُسکا ظہور تمہارے مظاہر میں ہے [4] وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ یعنی ہم بندے کیطرف شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں اور اِس آیت کی تفسیر میں صاحب عرائس البیان فرماتے ہیں فمن حیث عین الجمع ماھم الاھو ولا یظن الحلول فانہ بذاتہ وصفاتہ منزہ عن ان یکون لہٗ محل فی الحوادث یعنی پس عین جمع کی حیثیت سے نہیں ہیں وہ مگر وہی اور حلول کا گمان مت کر اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات محل حوادث ہونے سے منزہ ہے اور تفسیر شیخ الاکبر قدس سرہٗ میں ہے کہ حق تعالیٰ نے لفظ اقرب کہکر قُرب بمعنی اتصال اور مقارنت کی نفی کر دی ہے جیسا کہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ وُہ ہر شے کیساتھ ہے لیکن مقارنت جہان کے طور پر نہیں ہے اِسلئے کہ ہر شے اسی کیساتھ شے ہے اور اُسکے بغیر شے ہی نہیں ہے کہ اُسکے مقارن ہو جائے۔ پس ثابت ہُوا کہ ذات پاک کے سوا کوئی شے موجود نہیں ہے۔

فِیْ اَنْفُسِکُمْ[۱] سوچ بچار
ہے خود اندر دلبر یار
کلمہ طیب خاص گواہ
لَآ[۲] اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ!
معنی کلمہ پاک جو ان
لَا مَوْجُوْدَ سِوَی اللہ جان
یعنی اُس بن اور نہ کو
ایک وُجود نہ ہرگز دو
دوجا ہووے گر موجود
ثابت ہوویں دو وُجود
تا پھر ہوویں دو خُدا
اللہ بخشے جُرم خطا
اَور[۳] اگر ہوں دو معبُود
ارض و سما ہوں سبھ نابُود
زمین ۱۲ اور آسمان ۱۲
راہ[۴] جانب ذوالعرش نکال
صاحب عرش
آپس اندر کریں جدال
جنگ

[۱] شیخ الاکبر قدس سرہٗ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ مِنْ اَنْوَارِ تَجَلِّیَاتِھَا اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ یعنی اور تمہارے نفسوں میں تجلیات صفات کے انوار ہیں کیا تم نہیں دیکھتے ہو [۲] لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا معنیٰ عارفین کے نزدیک لا موجود الا اللہ یعنی اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی موجود نہیں ہے

[۵] معنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ! ؛ یہ ہیں نزدیک عارف آگاہ

غیر اُس کا نہیں کوئی موجود ؛ سارا عالم ہے اُس کا جلوہ گاہ

[۳] قولہ تعالیٰ لَوْ کَانَ فِیْھِمَآ اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا یعنی اگر ہوتے آسمان وزمین میں معبود سوائے خدا تعالیٰ کے البتہ آسمان وزمین خراب ہو جاتے [۴] اِس مضمون کی آیت سپارہ پندرہ پاؤ اول میں موجود ہے۔

ایک کہے میں کروں حیات
یہ کُل میری مخلوقات

دوجا کہے نہیں منظور
عاجز ہووے ایک ضرور

عاجز ہرگز نہیں خُدا
اللہ واحد ہے یکتا!

اللہ واحد لاشریک
از اوّل تا آخر ٹھیک

یہ اسرار رموز نہاں
خود فرمائے حق سبحان

لیکن سمجھیں خاص الخاص
عارف کامل با اخلاص

ساتھ حدیث ہے بالتحقیق!
ہر[1] شے مُوں اللہ تصدیق

نہ ہی ظرف[2] ہے نہ مظروف
عین حقیقت ہے مکشوف ظاہر

[1] قال رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم مَارَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں دیکھی میں نے کوئی شے مگر اُس میں اللہ تعالےٰ کو دیکھا اور فرمایا لَاتَسُبُّوا الدَّھْرَ فَاِنَّ الدَّھْرَ ھُوَاللّٰہُ یعنی زمانہ کو بُرا مت کہو تحقیق زمانہ وہی اللہ ہے اور فرمایا لَیْسَ شَیْءٌ فِی الدَّارَیْنِ اِلَّافِیْہِ رَبِّیْ یعنی کوئی شے دونوں جہان میں نہیں ہے مگر اُس میں میرا ربّ متجلّی ہے [2] چنانچہ تحفہ مرسلہ شریف میں ہے اِنَّ ذٰلِکَ الْوُجُوْدَ مُحِیْطٌ بِجَمِیْعِ الْمَوْجُوْدَاتِ کَاِحَاطَۃِ الْمَلْزُوْمِ بِاللَّوَازِمِ وَالْمَوْصُوْفِ بِالصِّفَاتِ لَاکَالْاِحَاطَۃِ ظَرْفٍ بِالْمَظْرُوْفِ اَوِالْکُلِّ بِالْجُزْءِ تَعَالٰی عَنْ ذٰلِکَ عُلُوًّا کَبِیْرًا یعنی تحقیق وُجودِ حق تمام موجودات کو محیط ہے جیسے ملزوم کا اپنے لوازم کو اور موصوف کا اپنی صفات کو احاطہ ہوتا ہے نہ ایسا کہ جیسا ظرف کا اپنے مظروف کو یا کُل کا اپنے جُز کو ہوتا ہے کیونکہ ذات حق ایسی باتوں سے بزرگ اور برتر ہے۔

اِس موں ہرگز شک نہ کو — پر جو دیکھے جانے سو

یہ ہے مذہب اہلِ کمال — ہر عارف کا یہ ہی حال

شیخ الاکبر[۱] بیچ فصوص — حق فرمایا ساتھ نصوص

(محی الدین ابن عربی قدس سرہ — فصوص الحکم — آیات قرآنی)

قائل عارف اہلِ وجود — مُنکر اس کا ہے مرُدود

جیسکر جاہل کرے سوال — چُپ کر جاوے صاحبِ حال

جاہل بے شک ہے معذُور — نابینا اور نامقدُور

عاجز عن درکِ الادراک — اِلّا ما شاءَ اللہ پاک

(پانا ۱۲ — معلوم کرنا ۱۲ — مگر جو خدا چاہے ۱۲)

۱ چنانچہ حضرت شیخ الاکبر رضی اللہ عنہ فصوص الحکم کی فص ہودی میں ارشاد فرماتے ہیں اَلْخَلْقُ مَعْقُوْلٌ وَالْحَقُّ مَحْسُوْسٌ مَشْهُوْدٌ عِنْدَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَهْلِ الْكَشْفِ وَالْوُجُوْدِ وَمَا عَدَا هٰذَيْنِ الصِّنْفَيْنِ فَالْحَقُّ عِنْدَهُمْ مَعْقُوْلٌ وَالْخَلْقُ مَشْهُوْدٌ یعنی مومنین اور اہلِ کشف و وجدان (حضرات صوفیہ) کے نزدیک خلق معقول اور حق محسوس اور مشہود ہے اور ان دو طائفوں کے سوا دیگر عوام کے نزدیک حق معقول اور خلق محسوس ہے اور فرمایا ثُمَّ ذَكَرَ اَنَّهٗ فِي السَّمَاءِ وَاَنَّهٗ فِي الْاَرْضِ وَاَنَّهٗ مَعَنَا اَيْنَمَا كُنَّا اِلٰى اَنْ اَخْبَرَنَا اَنَّهٗ عَيْنُنَا یعنی پھر اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا کہ تحقیق وہ آسمان میں اور زمین میں ہے كَمَا قَالَ وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَاءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ اور ہمارے ساتھ ہے جس جگہ ہم ہوں جیسا کہ فرمایا وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو خبر دی کہ وہ ہمارا عین ہے كَمَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنے غیر حق موجود نہیں ہے۔

در بیان تمثیلاتِ وحدۃ الوجود

ذاتُ اللہِ فی الاکوان[1]	کالواحدِ فی الکثرت جان
والعالمُ فی عینِ الذات[2]	کالشجرۃِ فی النوات
خالق[3] موں ہے خلق نہان	اور خلقت موں خالق جان

مثالِ موم واشکالِ آن

بُوجھ حقیقت موم منگا!	شکلیں قسم و قسم بنا
بے شک تھیں وُہ قبل ظہور (ازل)	شکلیں اندر موم ضرور
لیکن بعد ظہور صُور	ہر صُورت موں موم نگر (دیکھ ۱۲)

[1] اللہ تعالیٰ کی ذات مخلوقات میں ایسے ہے جیسے ایک کثرتِ اعداد میں موجود ہے۔
[2] اور عالم ذات میں اِس طرح ہے جیسا کہ درخت بیج میں درج ہے۔ [3] لوائح جامی قدس سرہٗ میں ہے سہ

حق را شمر جُدا ز عالم زیراک ! ؎ عالم ہمہ در حق ست وحق در عالم

یونہی[1] خالق اور جہان — سوچو سمجھو کرو دھیان
عالم اندر ذات خدا — اور خدا ہے بیچ اشیاء
اندر باہر ایک ہی نور — فَهُوَ[2] الظَّاهِرُ وَالْمَسْتُور

مثالِ بحر و امواجِ آں

اور مثال عجیب غریب! — سُن تو محرم یار حبیب!
موجاں عین سمندر جان — اور سمندر موجاں مان
مَنْ[3] وَقَفَ عِنْدَ الْاَمْوَاج — غَفَلَ عَنِ الْبَحْرِ الْمَوَّاج
جس نے دیکھا خود دریا — جانے موجاں محض فنا!

[1] چنانچہ مرآۃ العارفین میں ہے اَنَّ الْحَقَّ مَبْدَءُ الْکُلِّ وَمَعَادُہٗ وَاِلَیْہِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ وَاِلَی اللّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ وَلَابُدَّ اَنْ یَّکُوْنَ الْکُلُّ فِیْہِ قَبْلَ کَوْنِہٖ وَلَابُدَّ اَنْ یَّکُوْنَ فِی الْکُلِّ ھُوَ اِذَا ثَبَتَ اَنَّہٗ کَانَ وَلَا شَیْءَ مَعَہٗ وَھُوَ الْاٰنَ کَمَا کَانَ یعنی تحقیق حق کل کا مبدا اور معاد ہے اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہے امر کل اور طرف اُسکی عاقبت اُمور کی ہے اور ضروری ہے کہ ہو کل اُس میں پہلے وجود اپنے کے اور ضروری ہے کہ ہو کل میں وہ ذات اور جب ثابت ہوا کہ تھا اللہ اور نہ تھی ساتھ اُسکے کوئی چیز اور وہ اب بھی ویسا ہے جیسا کہ تھا [2] پس وہی ظاہر ہے اور وہی پوشیدہ ہے [3] جو شخص موجوں کے نزدیک ٹھہر گیا وہ موجیں مارنے والے سمندر سے غافل ہو گیا۔

اَلْحَقُّ بَحْرُ الْمَوَّاج [۱]	عَیْنُ حَوَادِثَ کَالْاَمْوَاج
فَالْاَشْیَاءُ فِی الْکَوْنَیْن [۲]	مِنْ حَیْثُ التَّحَقُّقْ عَیْن
کعبہ مسجد مندر دَیر	[۳] لَا مِنْ حَیْثُ حقیقت غیر
خود متعین ہے وہ ذات [۴] (تعین کیا گیا)	فِیْ جَمِیْعِ الْمَوْجُوْدَات
ہے متجلّی وہ ہر سو (تجلی کرنیوالا ظاہر)	[۵] لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ !

[۱] حق سبحانہٗ ایک موجیں مارنے والا سمندر ہے اور تمام حوادث مثل موجوں کے ہیں [۲] پس تمام اشیاء دونوں جہان میں از روئے تحقیق عین ذات ہیں چنانچہ حضرت جامی قدس سرہٗ شرح رباعیات میں ارشاد فرماتے ہیں ؎

گر کاسب شر بود و گر طالب خیر ٭ گر صاحب خانقاہ و گر راہب دَیر
از روئے تعیّن ہمہ غیر اند نہ عین ! ٭ وز روئے حقیقت ہمہ عینند نہ غیر !

یعنی کاسب شر اور طالب خیر اور صاحب خانقاہ اور راہب دَیر وغیرہ سب باعتبار تعیّن غیر ہیں لیکن باعتبار حقیقت عین ذات ہیں [۳] از روئے حقیقت غیر نہیں ہیں [۴] یعنی وُہی ذات تمام موجودات میں متعین ہے [۵] نہیں موجود مگر وہ ذات پاک شیخ محی الدّین ابن عربی رضی اللہ عنہ اس آیۃ کی تفسیر میں فرماتے ہیں اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فِی الْوُجُوْدِ فَکُلُّ مَا عَبَدَ دُوْنَہٗ لَمْ تَقَعِ الْعِبَادَۃُ اِلَّا لَہٗ عَلِمَ اَوْلَمْ یَعْلَمْ اِذْ لَا مَعْبُوْدَ وَلَا مَوْجُوْدَ سِوَاہُ یعنی وُجود میں سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں پس جو کوئی اُسکے غیر کی عبادت کرتا ہے وہ عبادت اُسی کیلئے واقع ہوتی ہے جانے یا نہ جانے کیونکہ اُسکے سوا کوئی معبود اور موجود نہیں ہے اور فرمایا لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فِی الْمَشْھَدَیْنِ یعنی مقام جمع اور تفصیل میں ذاتِ حق کے سوا کوئی موجود نہیں ہے۔

مثالِ آب وحُباب

پانی اور حُباب تمام ۔۔۔ بے شک ہیں وہ عینِ غلامؔ
عِندَالعقل[١] حُباب جُدا ۔۔۔ لَا فِی الْخَارِجِ اِلَّا الْمَاءْ
محض تعیّن نقش حُباب ۔۔۔ اصل حقیقت آب ہی آب
ایسا[٢] ہی اَے دلبرِ جان ۔۔۔ اللہ ہے خود عینِ جہان

١ عقل کے نزدیک حُباب جُدا ہے لیکن خارج میں پانی کے سوا کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ ٢ حضرت مولانا جامی قدس سرہٗ لوائح میں فرماتے ہیں کہ فی الحقیقت وجود بیش از یکے نیست کہ در جمیع این مرتبہ و حقائق کہ تفصیل مرتبہ احدیت اند ساری است دوی درین مراتب و حقائق عین این مراتب و حقائق ست چنانکہ این مراتب و حقائق در دی عین وے بودند حیث کان اللہ ولم یکن معہ شیٔ رباعیہ ؎

هستی کہ ظہور میکند در ہمہ شی ۔۔۔ خواہی کہ بری بحالِ وے باہمہ پے
رَو بر سر می حباب را بین کہ چہ سان ۔۔۔ می وے بود اندر وے وے در می مے

یعنی دراصل وجود ایک ہی ہے جو تمام مراتب اور حقائق میں جو احدیت کی تفصیل ہیں سرایت کرنے والا ہے۔ وہ اِن مراتب اور حقائق میں عین مراتب اور حقائق ہے جیسا کہ یہ مراتب اور حقائق اُس میں عین وہ تھے کَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ تھا اللہ اور اُسکے ساتھ کوئی شئے نہ تھی۔

ترجمہ رباعی: ہستی جو ہر شے میں ظاہر ہے اگر تو اُسکی حقیقت کو سمجھنا چاہے تو پانی پر حباب کو دیکھ کہ کیسے پانی حباب میں حباب اور حباب پانی میں پانی ہے۔

مثال بحر و آب

اور مثال کروں اظہار
آب[۱] حقیقت بحر (سمندر ۱۲) تمام
آب[۲] اگر متصاعد (اوپر چڑھنے والا ۱۲) ہو

اے طالب تو سوچ بچار
موج حباب اُسی کا نام
کہے بخار (بلبلہ ۱۲) اُسے ہر کو

۱ یہ تمثیل جواہر غیبی اور رسالہ نور الہدیٰ میں بالتفصیل موجود ہے ۲ حضرت مولانا جامی قدس سرہٗ شرح رباعیات میں فرماتے ہیں جس کا خلاصہ جناب قبلہ سید مہر علیشاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تحقیق الحق میں اسطرح فرمایا ہے۔ بحر را حقیقتے بجز آب کثیر نیست اما چوں آں حقیقت متعیّن شود بصورت امواج موجش خوانند و بہ شکل حباب حبابش گویند و ہم چنیں چوں متصاعد شود بخار باشد و بعد تراکم ابر شود و بہ سبب تقاطر باراں گردد و او بعد از اجتماع و قبل از وصول بہ بحر سیل میباشد و بعد وصول بہ بحر بحر پس نیست اینجا مگر امرے واحد مسمّٰی باسامی متعددہ۔ ہم چنیں حقیقتِ حق سبحانہٗ نزد ایں بزرگواراں نیست مگر وجودِ مطلق کہ بواسطہ تقیید بمقیّدات مسمّٰی میگردد باسامی مختلفہ اعنی عقل و نفس و فلک و اجرام و طبائع و موالید الیٰ غیر ذٰلک۔ ہماں وجودِ مطلق از حضرت احدیت بواحدیت و از واحدیت بحضرت ربوبیت باز بحضرت کونیہ و ازاں بحضرت جامعہ انسانیہ تنزّل فرمودہ۔ چوں جاہل نظر کند بصورتِ موج و حباب و بخار و ابر و سیل گوید کہ بحر کجاست و نمی داند کہ بحر نیست الّا آبِ مطلق کہ بصوَرِ ایں مقیّدات برآمدہ و ہم چنیں چوں نظر کند بمراتبِ عقول و نفوس و افلاک و غیر ذٰلک میگوید این الحق و از یں کہ ایں ہمہ مظاہر اویند بے خبر قال الجامی قدس سرہٗ اما عارف چوں نظر کند داند و بیند کہ ہمچنانکہ بحر اسمی ست مر حقیقتِ مطلق آب را کہ محیط ست بجمیع مظاہر و مقیّدِ خویش از موج و حباب و غیرہا و میانِ مطلق آب و ایں مظاہر و صُوَر مغایرت و مباینتے نیست بلکہ ہر قطرہ از قطرات و ہر موجے از امواج صادق است کہ عینِ آب است من حیث الحقیقت و غیرِ اوست من حیث التعیّن ہم چنیں اسم حق عبارت است از حقیقتِ مُطلق کہ محیط است بہر ذرّہ از ذرّاتِ موجودات و بہر مظہرے از مظاہرِ کائنات و میان او و ایں مظاہر تغایر و تبائن نیست و ہر یک از ینہا صادق است کہ اوست من حیث الحقیقت اگرچہ غیرِ اوست من حیث التعین پس نہ بیند در واقع مگر وجودے مُطلق و وجودے مُقیّد و حقیقتِ وجود را در ہر دو یکے داند و اطلاق و تقیید را از نسب و اعتباراتِ او شناسد۔

بعد تراکم ابر پہچان
ابھرہ باول
جیکر چلے زمین پر عام
ساتھ سمندر کرے وصال
یوں ہی جان حقیقت حق
ھُوَ الْمُسَمّٰی بِالْاَسْمَاء [۱]
عین عُقُول نفوس تمام
ملائکہ ۱۲ ارواح ۱۲
کرسی عرش زمین افلاک
خود بر صورت ہر موجود
جاہل دیکھے موج حباب
ہر ۱۲ بلبلہ ۱۲
کہے جہالت بیچ غریق!
جانے ناہیں ساتھ عماء
نابینائی
ہے مُتعیّن حضرت آپ

ساتھ تقاطر بارش جان
پے در پے قطرے ٹپکنے ۱۲
اُس کو بولیں سیلِ غلام
اوہی بحر بنے فی الحال
ہر
خاص وجود احد مطلق
نورا
وَالْمُتَعَیِّن بِالْاَشْیَاء
کُلْ اَلْوَاح وَکُلْ اَقْلَام
تختیاں قلمیں ۱۲
آتش آب ہوا اور خاک
ہے متعیّن ذات وجود
بادل بارش و سیلاب
ہر بلبلہ
کہاں گیا وہ بحر عمیق!
گہرا سمندر
لَیْسَ الْبَحْرُ اِلَّا الْمَاء
نہیں سمندر مگر عین پانی
بر ہر صورت موج حباب

[۱] وہ اسموں کیساتھ مسمّٰی اور اشیاء کے ساتھ متعیّن ہے۔

یُوہیں جاہل دیکھ جہان
کہے کُجا ہے حق سُبحان

جانے ناہیں جو ہر سُو
لَیْسَ فِی الْعَالَمِ اِلَّا ھُو ۱

مِثال سیاہی وحرفاں

دیکھو اور مثال عجیب
جانے جو کوئی نیک نصیب

یہ کُل دفتر طول طُمار
ساتھ سیاہی ہوئے تیار

غیر سیاہی حَرف نہ کو
سوچ سمجھ کے عارف ہو

حرف الف تا یے تمام
عین سیاہی بُوجھ غلام

جیکر کہیں حُروف پُکار!
ہم ہیں عین سیاہی یار

اِس ۲ مُوں کیسا عیب خطا
یُوہیں خلقت اور خُدا

۱ نہیں جہان مگر وُہی ذات پاک ۲ حضرت حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ رسالہ عشقیہ میں فرماتے ہیں اگر بگوشِ جان شنوی ہر دم بانگِ انا الحق از ہر شئے خیزاں است و جز ایں بانگ دیگر در عالم نیست یعنی اگر تُو جان کے کانوں سے سُنے تو ہر دم انا الحق کی آواز ہر شے سے نکلتی ہے اور اِس آواز کے سِوا کوئی بھی آواز عالم میں نہیں ہے۔

مثال نقطہ و قرآن

دیگر سنو عجیب مثال ‏ ‏ ‏ جا تو عین حقیقت حال

جس دم کاتب قلم اُٹھا ‏ ‏ ‏ لکھے حرف الف تا یا!

اوّل نقطہ بنے ضرور ‏ ‏ ‏ اُسکے بعد حروف سطور

کُل حُروف ہمہ کلمات (جمع کلمہ ۱۲) ‏ ‏ ‏ جُملہ سُور (سورتیں ۱۲) سبھی آیات

بے شک نقطہ ہی سے جان ‏ ‏ ‏ سارا علم جمیع (تمام) قرآن

ہے[1] وُہ نقطہ ذات وجود (حق سبحانہ) ‏ ‏ ‏ فی الدّارین[2] ھُوَ الْمَوْجُوْد

[1] چنانچہ حضرت عبدالکریم جیلانی رضی اللہ عنہ الکھف والرقیم فی شرح بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں فرماتے ہیں النقطۃ اشارتًا الی ذات اللہ تعالیٰ الغیب خلف سرادق کنزیۃ الخ جس کا ترجمہ یہ ہے نقطہ اشارہ ہے طرف ذات اللہ تعالیٰ کے جو اپنی کنزیت کے سرا پردہ میں مخفی ہے۔ اپنے ظہور میں خلق کیلئے گیا تو نہیں دیکھتا کہ تو نقطہ کو دیکھتا ہے اور اُسے پڑھ نہیں سکتا کیونکہ وہ مخرجوں کی قید سے منزّہ ہے کیونکہ وہ تمام حُروف کی جو مخارج سے ظاہر ہیں حقیقت ہے۔ بس وُہ ہویّت غیب احدیّت کے مقابل ہے۔ اور تو نُقطہ کو باعتبار اشتراک کے پڑھتا ہے تت پر جب ایک نقطہ زیادہ کرے تو ث کہتا ہے پس نہیں پڑھا تُو نے مگر نُقطہ اسلئے کہ ب اور ت اور ث کو تو نہیں پڑھتا کیونکہ اُنکی صورت واحد ہے پس اگر تو اُن کو فی نفسہا پڑھتا تو اُنکی صُورت ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتی حالانکہ تو نے نقطہ کے ساتھ اُنکی تمیز کی ہے پس نہیں پڑھا گیا حرفوں میں مگر نقطہ اسی طرح نہیں پہچانا گیا خلق میں مگر اللہ فافہم [2] دونوں عالم میں وہی ذات موجود ہے۔

مثال بیج و درخت

جھاڑ بمعہ تفصیل غلام — شاخ و پھول پھل برگ تمام
بیج موں درج ہے باتحقیق — فافہم[لہ] باللہ التوفیق
بویا جاوے بیج اگر! — ظاہر ہووے شاخ شجر (درخت)
چوٹی اوپر با دستور — میوہ آخر کرے ظہور!
حال زباں سے کرے بیان — میں ہوں اوہی بیج نہان
بیشک میوہ قبل ظہور — جا تو بیج درخت ضرور
جیسے شاخاں برگ تمام — اندر میوہ درج غلام
اول آخر بیج پچھان — ظاہر باطن بیج ہی جان
صورت خلقت اور خدا — یوں ہی سمجھو اہل صفا!
خالق بیج درخت جہان — میوہ خود حضرت انسان

لہ پس جان سے ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔

فهوَ الاوّل[١] وهوَ الاٰخر	وهوَ الباطن وهوَ الظاهر
حضرت[٢] آدمؑ قبل ظهور	بیچ مراتب جان ضرور
بعد ظهور علی الاطلاق	فیهِ[٣] الانفس والآفاق

(مراتب وجود ۱۲ — عالم باطنی — عالم ظاهری ۱۲)

[١] قولہٗ تعالیٰ هُوَ الاَوَّلُ وَالاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ط یعنی وہی اوّل اور آخر اور ظاہر اور باطن ہے اور وُہ ہر شئے کو جانتا ہے چُونکہ اوّل اور آخر اور ظاہر اور باطن سے کوئی شئے باہر نہیں ہے پس ظاہر ہُوا کہ سب کچھ وُہی ہے چنانچہ لوائحؒ جامی قدس سرہٗ میں ہے کہ عالَم ظاہرِ حق است وحق باطنِ عالَم۔ عالَم پیش از ظہور عینِ حق بود وحق بعد از ظہور عینِ عالَم فی الحقیقۃ یک حقیقت است وظہور وبطون واولیّت وآخریّت از نسب واعتبارات اوہند ہوالاوّل والاٰخر والظاہر والباطن [٢] یعنی جس طرح میوہ اپنے ظہُور سے پہلے درخت میں اور درخت بعد ظہور میوہ میں مندرج ہوتا ہے یہی حال حضرت انسان کا ہے۔ چنانچہ مرآت العارفین میں ہے کہ لَاشَكَّ اِنَّ الْاِنْسَانَ قَبْلَ ظُهُوْرِهٖ كَانَ مُنْدَرَجًا فِیْ جَمِیْعِ الْمَرَاتِبِ كَانْدِرَاجِ الْكُلِّ فِیْهِ بَعْدَ ظُهُوْرِهٖ۔ یعنی بے شک انسان قبل ظہور تمام مراتب میں مندرج تھا جیسے تمام مراتب بعد ظہور انسان میں مندرج ہیں۔ [٣] فص نوحؑ میں شیخ الاکبر رضی اللّٰہ عنہ فرماتے ہیں: قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَهُوَ مَا خَرَجَ عَنْكَ وَفِیْٓ اَنْفُسِهِمْ وَهُوَ عَيْنُكَ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَیْ لِلنَّاظِرِيْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ حَيْثُ اَنَّكَ صُوْرَتُهٗ وَهُوَ رُوْحُكَ یعنی دکھا دیں گے ہم اُن کو نشانیاں اپنی آفاق میں جو تجھ سے خارج ہے اور اُن کے نفسوں میں اور وُہ تیرا عین ہے یہانتک کہ ظاہر ہو جاوے گا اُن دیکھنے والوں کو کہ (جو کچھ آفاق اور انفس میں ہے) تحقیق وہ حق ہے اس حیثیت سے کہ تُو اُسکی صُورت ہے اور وُہ تیرا رُوح ہے۔ فافہم ؎

(۱) سب میں پُورا ہے کسی میں کم نہیں! ⁂ بلکہ سرتاپا وُہی ہے ہم نہیں!!!
(۲) یہ ہے رازِ مخفی نہ کہنا تُو عاجز ⁂ نہ یہ ہے نہ وُہ ہے نہ مَیں ہُوں نہ تُو ہے

مثالِ کپڑے ولباس

سُنو مِثال عجیب لباس	ہر کپڑے کی ذات کپاس
جُبّہ کوٹ قبا دستار	چولا چادر و سلوار
شکلاں گونا گُون جُدا	ایضاً جُدا جُدا اسماء
لیکن ہیں سب عین کپاس	سوچو (نیز) سمجھو کر و قیاس! (نامہا)
کپڑے اور کپاس تمام!	بُوجھو باہم عین غلام
نہ کپڑے کے بیچ کپاس	نہ ہی باہر نہ ہی پاس
یہ ہی معنیٰ قُرب وصال	سوچو سمجھو کر و خیال
نہ ہر شے کے بیچ خُدا	نہ ہی باہر از اشیاء!
نہ نزدیک ہے نہ ہی دُور	خالق عالم عین ضرور

مثالِ زر و زیوراتِ آں

اور مثال عجائب جان	زیور و زر ایک پہچان

جھومر جھمکے چندن ہار ‌ ‌ ایک ہی زر زیور بسیار (بہت)
شرع کہے کہہ زیور لاکھ ‌ ‌ ہر دم حفظ مراتب راکھ
کہے حقیقت جان بچپا ‌ ‌ ایک ہی سونا جان صفا
بدلیں صفتاں لاکھ ہزار ‌ ‌ ذات نہ ہرگز بدلنہار
ظاہر[۱] ہیں اسماء وصفات ‌ ‌ بیچ حقیقت ذات ہی ذات

۱ یعنی درحقیقت حق سبحانہٗ وتعالیٰ ہی اسماء اور صفات اور جمیع موجودات کی صورتوں میں ظاہر ہے۔

قال العارف الجامی قدس سرہٗ ‌ تاچند حدیثِ جسم و ابعاد و جہات ‌ ؛ ‌ تاکے سخن معدن و حیوان و نبات
یکذات فقط بود محقق نہ ذوات ‌ ؛ ‌ ایں کثرتِ وہمی زشئیونست و صفات

ترجمہ: یعنی کب تک جسم اور طول اور عرض اور عمق اور جہتوں اور معدن اور حیوان اور نبات کی باتیں ہیں فقط ایک ہی ذات محقق ہے کہ بہت سی ذاتیں اور کثرت وہمی شیئوں اور صفات کی وجہ سے ہے۔ نیز لوائح جامیؒ میں ہے کہ حقیقتِ وجود اگرچہ تمام موجودات ذہنی اور خارجی پر منقول اور محمول ہوتی ہے لیکن اُسکے مراتب متفاوت ہیں بعض بعض پر فوق ہیں اور ہر مرتبہ میں اُسکے اسماء اور صفات اور نسب اور اعتبارات مخصوصہ ہیں جیسے مرتبہ اُلوہیت اور رُبوبیّت اور مرتبہ عبُودیّت اور خلقیت پس مرتبہ اُلوہیّت کے اسماء مثلاً اللہ اور رحمٰن وغیرہما کا اطلاق مراتب کونیہ پر عین کفر اور محض زندقہ ہے اسی طرح مراتب کونیہ کے اسامی مخصوصہ کا اطلاق مرتبہ اُلوہیّت پر نہایت ضلالت اور خذلان ہے ؎ رُباعی

اے بردہ گمان کہ صاحب تحقیقی ‌ ؛ ‌ واندر صفتِ صدق ویقین صدیقی
ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد !! ‌ ؛ ‌ گر حفظِ مراتب نہ کُنی زندیقی!

مثالِ قند وکھلونے

(قند: کھانڈ)

قند منگا کر گئی ہزار (کھانڈ)
صورت شکلاں کر و تیار

کہنے کو ہیں صُوَر انیک (صورتیں بیشمار)
لیکن خاص حقیقت ایک

ہاتھی گھوڑا بکری گاءٔ
کُتّا بلّا خُوک بلاء (سؤر ۱۲)

ہندو گاءٔ نہ کھاوے مُول
مُسلِم خُوک نہ کرے قبُول!

ظاہر شکلوں بیچ فساد!
باطن میٹھا ایک سواد

اصل حقیقت مُول ہر چند
وُہ بھی قند ہے وُہ بھی قند

ایسے ہی تو ہر نقصان
راجع طرف خلاق جان (رجوع کرنیوالا)

لہ انفاس العارفین میں شیخ ابو رضا محمدؒ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حق حضرتِ وجود کا نام ہے جو کہ مشہود فی الخارج ہے اور اپنی صرافت پر باقی ہے اور نقائص اضافیہ مثل کفر اور فسق اور قاذورات وغیرہا اگرچہ فی حد ذاتہا کمالات ہیں لیکن ان کو حضرتِ وُجود سے تعلق نہیں ہے بلکہ وُہ اوصافِ عالم ہیں اگرچہ قیوم کُل حضرت حق ہے اسلئے کہ اگر کفر اور معاصی کا قیوم حق نہ ہو تو وُہ کب موجود ہوں۔ اسی طرح تولد اور تولید اوصافِ عالم سے ہے یعنی یہ تعیّنات اور صُوَر مبدلہ حضرتِ وجود کے اوصاف سے نہیں ہیں اور اسمیں شک نہیں کہ اُسکے تعیّنات اور اوصاف اُمور اعتباریہ ہیں اسلئے کہ وُہ ذات کے نسب اور اعتبارات ہیں اور ذات باوُجود ان سب میں ظاہر ہونے کے منزّہ اور مقدس ہے بلکہ صوفیۂ صافیہ رضؓ کے مقولہ النقصان مقتضی استعدادات الماہیات (نقصان ماہیات

کی استعدادوں کا مقتضی ہے) کے بیان میں فرمایا کیا اِن ماہیات کا وُجود مستقل ہے کہ اِس کے لئے اِقتضا ہو اور اگر اِقتضا درحقیقت حضرتِ وُجود کے لئے ہے تو ماہیات کے ساتھ اِس کی نسبت کیا معنی رکھتی ہے۔ دراصل کوئی نقصان نہیں ہے۔ یہ سب کچھ لوگوں کی نظر میں ہے۔

ذات مقدّس ہے لاریب ۔۔۔ پاک منزّہ از ہر عیب
دُوئی[1] کو کر دُور جوان ۔۔۔ ایک ہی دیکھ اور ایک ہی جان
ظاہر ہووے شرع شریف ۔۔۔ باطن حضرتِ عشق لطیف
تب ہوگا اے خُوب خِصال ۔۔۔ ظاہر باطن اہل کمال
یُوں ہیں اکثر با امثال ۔۔۔ یہ سمجھاویں صاحبِ حال
لیکن مُشکل کھیل غلام ۔۔۔ ہر اِک کا یہ ناہیں کام
وُہ[2] ہی جانے یہ اسرار ۔۔۔ جِس کو چاہے ذات غفّار

[1] رُباعیہ ؎ ہمسایہ و ہمنشین و ہمرہ ہمہ اوست ✤ در دلق گدا و اطلس شہ ہمہ اوست
در انجمن فرق و نہانخانہ جمع ! ✤ باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست

(ترجمہ) ہمسایہ و ہمنشین اور ہمرہ سب کی صُورتوں پر وُہی جلوہ نما ہے۔ گدا کی گودڑی میں اور بادشاہ کے ریشمی لباس میں وُہی جلوہ نُما ہے۔ انجمنِ کثرت میں اور نہانخانہ وحدت میں قسم ہے اللہ تعالیٰ کی وُہی ہے پھر قسم ہے اللہ تعالیٰ کی وُہی ہے (لوائح جامیؒ)

[2] ؎ کَمَا قَوْلُہٗ تَعَالیٰ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۰ یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرتا ہے اور اللہ صاحب بڑی بخشش کا ہے ✤

دربیان سوالات علماء ظواہر بر قائلان وحدۃ الوجود و جوابات آنہ

سوال نمبر اوّل

چند سوال کیئے احباب (جمع حبیب دوست)	کان لگا کر سنو جواب
اوّل کیسے ایک ہی ہو!	کثرت عالم حد نہ کو!

جواب

وحدت والا گنج اسرار (خزانہ ۱۲)	کثرت موں ہے ظاہر یار
باجھ مثالاں سمجھ نہ آ	لِلّٰہِ[1] الْمَثَلُ الْاَعْلٰی
مثل[2] سیاہی اور حروف	یا مٹی[3] کے کل ظروف (برتن ۱۲)

[1] اللہ تعالیٰ کے لئے بلند مثالیں ہیں [2] تحفہ مرسلہ شریف کی شرح میں ہے کہ ذات حق کی مثال ایسی ہے جیسے تحریر کی سیاہی جس سے بیشمار کتابیں لکھی جاسکتی ہیں اور تمام حروف اور کلمات اسی ایک سیاہی سے لکھے گئے ہیں باوجودیکہ ہر ایک حرف اور کلمہ اور عبارت کی صورت اور شکل اور خاصیت اور خط اور طریقہ سب جدا جدا ہیں اور سب کو یکساں کہنا حماقت ہے حالانکہ سیاہی کی ذات میں اس تفرقہ سے کچھ خلل نہیں واقع ہوا ہے انتہیٰ پس کثرت عالم ہرگز وحدت ذات میں خلل انداز نہیں ہے [3] صاحب مطالب رشیدی مثنوی اصل المعارف میں فرماتے ہیں نظم

فرض کردم خاک را اصلِ وجود ؛ کز وے آمد چند صورت در نمود

فرق صُوری ہست با جام و سُبُو ﴾ فرق معنیٰ نیست با ہم ہیچ رُو !

آں وُجودِ خاک کاندر جام ہست ﴾ در سبو ہم اے ہمہ گلفام ہست !

گر سبُو و جام گویم عینِ خاک ! ﴾ صادق ست و در حقیقت نیست باک

چوں نظر بر دارم از جام و سبو ﴾ جملہ خاک اُفتد نظر اے نیک خُو +

ہر کپڑے کی ذات کپاس

جیسے[۱] شجرہ (درخت ۱۲) اور نوات (بیج ۱۲)

کثرت[۲] عالم نہیں مُخل (خلل انداز ۱۲)

وَحدت سے کُل کثرت جان

وَحدت کثرت عین ضرُور

زیور چاندی کرو قیاس

بیحد صفتاں ایک ہی ذات

وحدت اندر صاحب دِل

کثرت سے وحدت پہچان

کر تسلیم نہ ہو مغرُور

۱ درخت اور بیج کی مثال مرآت العارفین خود حضرت امام حسین ابنِ علی علیہما السّلام اِس طرح بیان فرماتے ہیں فَعِلْمُہٗ بِذَاتِہٖ مُسْتَلْزِمٌ بِعِلْمِہٖ بِجَمِیْعِ الْاَشْیَآءِ اِذْ جَمِیْعُ الْاَشْیَآءِ کَانَتْ مُنْدَرِجَۃً فِیْہِ کَانْدِرَاجِ الشَّجَرَۃِ فِی النَّوَاۃِ یعنی اللہ تعالیٰ کا اپنی ذات کو جاننا تمام اشیاء کے جاننے کو مستلزم ہے اِس لئے کہ تمام اشیاء اُس میں مُندرج ہیں مِثل مُندرج ہونے درخت کے گٹھلی میں پس جیساکہ درخت گُٹھلی میں اور گٹھلی درخت میں ہے ایسے ہی کثرت وحدت میں اور وحدت کثرت میں ہے ۲ چنانچہ جواہر غیبی میں ہے کثرت اسماء اور صفات کی ذات کو متکثّر نہیں بناتی چنانچہ کثرتِ اعداد کی واحد کو معدُود نہیں کرتی اسی طرح تعیّنات اور تکثّرات کے تعدّد سے وُجود حقیقی متکثّر اور متعدّد نہیں ہوتا بلکہ وہ مظاہر

اور مجالی ہیں نہ یہ کہ اُن کا خارج میں علیحدہ وُجود ہے جو مرتبہ حقیقی کو متکثّر کرے اور اُن کو مرتبۂ ذات میں شیونات کہتے ہیں اور مرتبۂ علم میں اعیان ثابتہ اور مرتبہ شہادت میں جو جامع مراتب ہے خَلق جانتے ہیں۔اُور لوائح جامیؒ میں ہے کہ حقیقۃ الحقائق یعنی ذات الٰہی تعالیٰ شانہٗ تمام اشیاء کی حقیقت ہے اور وُہ فی حدِ ذاتہٖ واحد ہے۔ عدد کی اُس میں سمائی نہیں ہے لیکن باعتبار تجلیات متکثّرہ اور تعینات متعدّدہ مراتب میں کبھی حقائق جوہریہ متبوعہ ہے اور کبھی حقائق عرضیہ تابعیہ پس ذات واحد بواسطہ صفات متعدّدہ جواہر اور اعراض کے متعدّد اور متکثّر دکھائی دیتی ہے اور من حیث الحقیقۃ ایک ہے جو ہرگز متعدّد اور متکثّر نہیں ہے رُباعیہ ؎

اَے بر سرِ حرفِ این وآں نازدہ خَط ٭ پندارِ دُوئی دلیلِ بُعد است وسخط

در جُملہ کائنات بے سہو و غلط ٭ یک عینِ مُتَّحَّد دان ویکذات فقط +

سوال دوم

دُو جب کریں سوال تمام	اہلِ ظواہر لوگ عوام
ٹکڑے ہو کر گیا خُدا	ہر شَے اندر گیا سما!

جواب

جانؔ[1] مُنزّہ ذات قدیم	در ہر شان بلا تقسیم!

حق سبحانہ ۱۲ جو ہمیشہ سے ہو — بانٹنا

[1] یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات ہر شان وہر صورت میں جلوہ نما ہے لیکن منقسم اور متجزّی ہونے سے مقدس اور پاک ہے۔

ہر صورت موں آپ خدا	ظاہر ہوا بلا اجزاء (جمع جز ٹکڑا)
جیسے شمس (سورج) فلک (آسمان) کا نور	ہر ذرّہ موں کیا ظہور
نہ متجزّی (ٹکڑے ہونے والا) ہے خورشید (سورج)	نہ متبعّض (بعض بعض ہونیوالا) ہے نہ قید
یا جوں شیش محل مکان	شیشے مختلف الالوان (مختلف رنگ والے ۱۲)
واحد شخص عکوس (جمع عکس) ہزار	جان برادر سوچ بچار
ہر شیشہ موں ہے موجود	ٹکڑے ٹکڑے نہیں وجود
نہیں حلول اور نہ اتحاد[۱] (ایک شے کا دوسری شے میں سمانا[۲])	غیریّت ہے کل فساد
شیشہ ہستی توڑ غلام!	ایک حقیقت (ذات) دیکھ تمام!

سوال سوم

تنہا کہیں معیّت (ساتھ ہونا) ذات (حق سبحانہٗ)	ساتھ کثائف (جمع کثیف بمعنی غلیظ ۱۲) قاذورات (پلید چیزیں ۱۲)

۱ چنانچہ تحفہ مرسلہ شریف میں ہے کہ وجود حق نہ تو موجودات میں حلول کرنیوالا ہے اور نہ اُن کے ساتھ متحد ہے کیونکہ حلول اور اتحاد کیلئے ضروری ہے کہ دو وجود ہوں تاکہ ایک دوسرے میں حلول کرے یا ایک دوسرے میں متحد ہو اور وجود واحد ہے اُس کیلئے ہرگز تعدد نہیں ہے اور تعدّد جو ہے صفات میں ہے جس پر عارفین کا ذوق اور وجدان شہادت دیتا ہے ۲ ایک چیز کا دوسری چیز سے ملنا۔

ہرگز جائز نہیں روا	پاک مُنزّہ ذاتِ خدا

جواب

اہلِ حقیقت (اولیاء اللہ) دیا جواب	جو ہیں خاص اُولُوالاَلْبَاب (صاحبِ دانش - دانا)
مولانا عبدُ الرّحمان	حضرت جامیؒ ذُو عرفان (صاحبِ معرفت)
بیچ لوائح (لوائحِ جامیؒ ۱۲) با امثال[۱]	حَل فرمائے کُل اشکال (مشکل بات)

[۱] چنانچہ لوائح شریف میں ہے کہ حقیقت میں وُجود اُمورِ شریفہ کے ساتھ مُلتبس ہونے سے زیادتی کمال نہیں پکڑتا ہے اور مظاہرِ خسیسہ میں ظاہر ہونے سے نقصان قبول نہیں کرتا جیسا کہ آفتاب کا نُور پاک اور پلید سب چیزوں پر چمکتا ہے لیکن اُسکے نور کی بساطت میں کوئی تغیر واقع نہیں ہُوا۔ نہ مُشک سے بُو حاصل کرتا ہے نہ پھُول سے رنگ، نہ خار سے عار رکھتا ہے نہ خارا سے ننگ ؎ رُباعیہ

چوں خور ز فروغِ خود جہان آراید ٭ بر پاک و پلید اگر بتابد شاید!
نہ نُورِ وَے از ہیچ پلید آلاید ٭ نَے پاکیِ اُو ز ہیچ پاک افزاید

یعنی جب سُورج چڑھتا ہے پاک اور پلید سب پر چمکتا ہے نہ سُورج کا نُور پلید چیز سے پلید ہوتا ہے نہ کسی پاک سے زیادہ پاک ہوتا ہے۔ اور جواہرِ غیبی میں ہے کہ رُوح اِنسان کے جسم میں موجود ہے اور محیط ہے اور باوجود اِس قدر جسم کی پلیدیوں کے وُہ پاک اور لطیف ہے جیسا کہ تعلق سے پہلے پاک اور لطیف تھا۔ پس نورِ حقیقی جو سب سے زیادہ لطیف ہے اُسے مظاہرِ خسیسہ میں ظاہر ہونے سے کیا نقص حاصل ہوتا ہے ٭

چمکے سورج روز مدام — بر ہر پاک پلید مقام

لیکن ہرگز نہیں پلید — پاک سے ہو نہ پاک مزید (زیادہ)

یا جیسا رُوح پاک لطیف — ہر جا اندر جسم کثیف

با آمیزش (ملاوٹ ۱۲) خُون پیشاب — رُوح نہ ہرگز ہو خراب

رُوح مُنوّر (روشن) اندر خاک — پاک و پاک ہے پاک و پاک

نیز حُروف ہیں بیچ نوشت (تحریر ۱۲) — سیدھے ٹیڑھے خُوب اور زشت

خاکی آبی بادی نیز — ناری بھی ہیں حرف عزیز

لیک عوارض (لاحق ہونیوالی چیزیں ۱۲) کا اطلاق — حرفوں پر ہے بالاتفاق

خاص وُجود سیاہی جان — پاک ترین از ہر نقصان

ذات (حق سبحانہٗ ۱۲) مُنزّہ ہے لاریب (بے شبہ) — نقصوں (بہت پاک) پاک و پاک از عیب

[1] ہے خود خیر المحض وجُود — شر کُلّی ہے لاموجُود

[2] قَالَ العَارِفُ اَھلُ السَّیر — مَا صَنَعَ اللہُ فَھُوَ خَیر

[3] کیا آدمؑ ہے کیا ابلیس! — کیا سُلیمانؑ کیا بلقیس!

۱ حضرت مولانا جامی قدس سرہٗ لوائح میں ارشاد فرماتے ہیں کہ صفات اور احوال اور افعال جو مظاہر میں ظاہر ہیں درحقیقت مضاف بحق ہیں پس اگر احیاناً اُن سے کوئی شر اور نقصان واقع ہو تو وُہ کسی دُوسرے اَمر کی جہت عدمیّت سے ہوگا اس لئے کہ وُجود وُجود ہونے کی حیثیت سے خیرِ محض ہے پھر اُس کی مثال فرمائی۔ مثلاً قتل شر ہے لیکن اُس کا شر ہونا قاتل کی قدرتِ قتل یا آلہ کی قاطعیّت یا عُضوِ مقتول کی قطع کو قبول کرنے کی جہت سے نہیں ہے بلکہ یہ شر زوالِ حیات کی جہت سے ہے اور وُہ ایک امر عدمی ہے الیٰ غیر ذٰلِکَ من الامثلہ ؎

هر جا کہ وُجود کردہ سیر است اے دل ۔۔۔ میدان بیقین کہ محض خیر است اے دل
هر شر زِ عدم بُود عدم غیرِ وُجود ۔۔۔ پس شر ہمہ مقتضائی غیر است اے دل

۲ عارف صاحب سیر نے فرمایا ہے کہ جو کچھ اللہ نے بنایا ہے وُہ محض خیر ہے ۳ قال الشیخ الاکبر قدس سرہٗ ؎

لَا اٰدَمَ فِی الْکَوْنِ وَلَا اِبْلِیْسُ ۔۔۔ لَا مُلْکُ سُلَیْمَانَ وَلَا بِلْقِیْسُ
فَالْکُلُّ عِبَارَۃٌ وَّ اَنْتَ الْمَعْنیٰ ۔۔۔ یَا مَنْ ھُوَ لِلْقُلُوْبِ مِقْنَاطِیْسُ

یعنی عالَم میں نہ آدمؑ ہے نہ ابلیس نہ سُلیمان ہے نہ بلقیس۔ یہ سب عبارت ہے اور تُو ہی معنیٰ ہے، اے وُہ ذات جو دلوں کے لئے مقناطیس ہے ؏

کیا کافر ہے کیا صدیق جس کو جانیں خاص الخاص (اولیاء اللہ) اوّل حق و آخر حق	کیا مُسلم ہے کیا زندیق ہر اِک مُوں ہے حکمت خاص عینِ مقیّد ہے مُطلق!

لیکن حفظ مراتب جان ۔ تا ہووے تو اہل عرفان

سوال چہارم

چوتھا کریں سوال عوام ۔ نا محرم از پاک کلام (قرآن مجید)!

جبکہ غیر نہیں کوئی اور ۔ دوزخ جنّت ہے کس طور

ناجی (نجات پانیوالا) ناری (دوزخی) کس کا نام ۔ سُنو حقیقت کہے غلام

جواب

حضرت[۱] شاہ قطب الاقطاب ۔ اس کا ایسا دیا جواب

ہر دو وصف (صفت) جلال جمال ۔ دوزخ جنّت کرو خیال (از اسرار المعرفت)

غصہ دوزخ رحم بہشت ۔ جان اسے اے نیک سرشت

[۱] چنانچہ اسرار المعرفت میں جناب قطب الاقطاب سید قطب علی شاہ صاحب محلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ نورِ احدیت سب تکلیف سے دور ہے کیونکہ دوزخ و بہشت تو خود اُس ذات کی صفات ہے جیسا انسان کے وجود میں غصہ و رحم موجود ہے تو خالق کے غُصّے و غضب سے مخلوق کو جہنم کا عذاب و رحم سے جنّت کا ثواب ہے لیکن خداوندِ افلاک ہر نسبت سے پاک ہے اور آگے اُس کا جواب واللہ اعلم بالصواب ہے

اپنی رحمت موں انسان	ہے خود نیچ بہشت مکان
اپنے غصہ موں ہر خام	اندر دوزخ جلے مدام (ہمیشہ)!
ایسے ہی پر کرو قیاس	جیکر ہو تم اہل شناس
رازیٰہی ہے نیچ فصوص (فصوص الحکم)	شیخ الاکبرؓ (محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ) سے منصوص (کمال تحقیق کو پہنچا ہوا)
ہے متألم (دردمند) اور محظوظ (خوش و بہرہ مند)	شاہد (معشوق) فی لوحِ محفوظ (مراد ذات انسان)

سوال پنجم

پنجواں اکثر کریں سوال	کس پر حد حرام حلال

۱؎ حضرت شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ فص یعقوبیؑ میں اِس مسئلہ کو اس طرح بیان فرماتے ہیں: ثُمَّ السِّرُّ الَّذِیْ فَوْقَ هٰذَا السِّرِّ فِیْ مِثْلِ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ اَنَّ الْمُمْکِنَاتِ عَلٰی اَصْلِهَا مِنَ الْعَدَمِ وَلَیْسَ وُجُوْدٌ اِلَّا وُجُوْدُ الْحَقِّ بِصُوَرِ اَحْوَالِ مَا هِیَ عَلَیْهِ الْمُمْکِنَاتُ فِیْ اَنْفُسِهَا وَاَعْیَانِهَا فَقَدْ عَلِمْتَ مَنْ یَّلْتَذُّ وَمَنْ یَّتَاَلَّمُ یعنی پھر اِس سے بڑھ کر اس مسئلہ میں یہ راز ہے کہ تمام مُمکنات اپنے اصل عدم پر ہیں اور اُن احوال کی صورتوں میں جن پر مُمکنات اپنی ذات اور اعیان سے قائم ہیں۔ بجز وُجودِ حق کے اور کوئی وُجود نہیں پس تم نے جان لیا کہ کون لذت پاتا ہے اور کون تکلیف اٹھاتا ہے ۲؎ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ صاحب انسان کامل فرماتے ہیں کہ قرآن سے نفس ذات بلند صاحب مجد اور صاحب عزت مراد ہے جو لوحِ محفوظ نفس کلیہ یعنی انسان کامل کی ذات میں بغیر حلول کے ہے اللہ تعالیٰ حلول اور اتحاد سے منزہ ہے۔

اُمر نہی اور اَجر ثواب	کِس کی خاطر سنو جواب

جواب

یہؔ تکلیفی اُمر تمام!	بر اُعیان خلائق (موجودات) عام
ظاہر پیچ شریعت جان	باطن کا کچھ اُور بیان
شیر شریعت سُنو مثال	دَہی طریقت کرو خیال
مکھن خاص حقیقت حق	پیر مُغاں (شیخ کامل) سے پڑھو سبق

لہ چنانچہ تحفہ مرسلہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے اِنَّ الْعُبُوْدِیَّۃَ وَالتَّکَالِیْفَ وَالرَّاحَۃَ وَالْعَذَابَ وَالْاٰلَامَ کُلُّھَا رَاجِعَۃٌ اِلَی التَّعَیُّنَاتِ وَاِنَّ ذٰلِکَ الْوُجُوْدَ بِاعْتِبَارِ مَرْتَبَۃِ الْاِطْلَاقِ مُنَزَّہٌ عَنْ ھٰذِہِ الْاَشْیَاءِ کُلِّھَا یعنی تحقیق عبُودیّت اور تکالیف اور راحت اور عذاب اور آلام سب تعیّنات کی طرف راجع ہیں اور وُجود حق باعتبار مرتبہ اطلاق کے اِن سب چیزوں سے منزہ ہے نیز حضرت خواجہ خدا بخش مُلتانی ثم الخیرپوری علیہ الرحمۃ رسالہ توفیقیہ شریف میں اِرشاد فرماتے ہیں تکالیف شرعی اور معاملات قصاص اور باہم دوستی اور دُشمنی اور صُلح اور جنگ اور اُمر و نہی وغیرہ کی بنا انہیں تعینات نفس الامری پر ہے اِس لئے کہ یہ سب معاملات اللہ تعالیٰ کے علم ازلی میں ہیں اور اُس کے موافق ظاہر ہوئے ہیں۔ پس موافقت اور توفیق درمیان شرع اور وَحدۃ وُجود ثابت ہوئی۔ حضرت ممدُوحؒ نے آیات اور احادیث اور دلائل عقلی و نقلی کے ساتھ کمال وضاحت سے شرع اور وحدت وُجود کے درمیان موافقت ثابت کی ہے اِس لئے اس رسالہ کا نام توفیقیہ رکھا ہے۔

ہر منزل کا نیارا طور
شرع عبادت ہے منظور
یعنی بعد وصال صلوٰۃ
شرک خفی ہے با تحقیق!
غوث الاعظمؒ کا فرمان
اندر منزل خاص توحید
وحدت اندر خاص مقام
نہ کوئی جان حساب کتاب
جب احدیت کرے نزول
اسے پر عارف صاحب حال
باطن اندر ہو دل شاد
ظاہر سنو نصیحت پند
اللہ پاک کرے مقبول
منقول

یہ کچھ اور ہے وہ کچھ اور!
نیچ حقیقت شرک ضرور
کلمہ روزہ حج زکوٰۃ
مانو اور کرو تصدیق!
اس موں ہرگز شک نہ جان
نہ کوئی ہرگز پاک پلید
امر نہیں کا کیا ہے کام!
نہ کوئی اور عذاب ثواب
دوزخ جنت رہے نہ مول
ظاہر بیچ شریعت جال
نہ کر خوف و نہ کر یاد!
باطن ساتھ خدا پیوند
راضی ہووے نبی رسولؐ

ے۱ چنانچہ الہامات غوثیہ میں ہے مَنْ اَرَادَ الْعِبَادَۃَ بَعْدَ الْوُصُوْلِ فَقَدْ اَشْرَکَ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ
یعنی جس نے ارادہ کیا عبادت کا بعد وصول کے پس تحقیق اُس نے اللہ بزرگ کے ساتھ شرک کیا۔ مطلب
یہ ہے کہ دُوئی کے ساتھ عبادت کرنا شرک ہے۔ دراصل وُہی عابد اور وُہی معبود ہے۔ ے۲ حضرت
غوث الاعظم پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ منزلِ توحید میں کچھ نہیں یعنی نہ بہشت نہ دوزخ نہ عابد
نہ معبود نہ عبادت، نہ عاشق نہ معشوق نہ عشق، نہ عارف نہ معروف نہ عرفان، نہ خدا نہ رسول نہ مرسل،
نہ مومن نہ کافر نہ ایمان، نہ واحد نہ توحید نہ وحدت، نہ طالب نہ مطلوب نہ مطلب، نہ من نہ ما نہ شما،

ے نے اشارت گنجد اینجا نے زبان ؎ عارف اینجا میشود گل اللسان (از مرات الوحدت)

اور نور الوحدت میں ہے کہ اے سیّد چوں بایں مقام رسیدی کہ خودرا ندیدی و اُو را دیدی آسودی
دُنیا و آخرت درحقِ تو یکے شُد و فنا و بقا و خیر و شر و وُجود و عدم و کفر و اسلام و موت و حیات و طاعت
و معصیت عقب ماند بساطِ زمان و مکان در نور دیدہ شُد۔ ترجمہ: اے سیّد جب آپ اس مقام پر
پہنچ گئے کہ خود کو نہ دیکھا اور خدا کو دیکھا تو آپ کیلئے آرام و اطمینان ہے۔ اب دُنیا اور آخرت آپ کے
حق میں ایک ہو گئی۔ فنا اور بقا اور خیر اور شر اور وُجود اور عدم اور کفر اور اسلام اور مرنا اور جینا اور
عبادت اور گناہ یہ سب پیچھے رہ گئے اور زمان اور مکان کا فرش لپیٹا گیا اور حق ہی حق جلوہ گر ہو گیا

ے دَیر و حرم کی قدر ہماری نگاہ میں ؎ پس ماندگانِ راہ کی منزل سے کم نہیں

سوال ششم

چھیواں کہیں اگر خود ذات مومن کافر کس کا نام	ظاہر ہے با الموجودات (موجودات کے ساتھ) کیا ہے کفر اور کیا اسلام

جواب

ہر شے مظہر (جائے ظہور) ذات خدا — فَہُوَ[۱] الظَّاہِرُ بِالْاَشْیَاء

کافر مظہر اسم مُضِل (گمراہ کرنیوالا)! — مظہر ہادی (ہدایت کرنیوالا) صاحبدل (مومن)

کفر[۲] ہے مظہر زُلف (غیب ہویت) نگار (شاہد ازلی) — اور اسلام[۳] ہے رُخ (تجلی الٰہی) دلدار (معشوق لم یزلی)

اے طالب حق ظاہر جان — عالم خلق مظاہر (جمع مظہر) مان

عالم مظہر اسم صفات — آدم ہے خود مظہر ذات

مظہر ظاہر جان عزیز — ظاہر عین مظاہر نیز!

---

۱ پس وہی ظاہر ہے ساتھ اشیاء کے ۲ چنانچہ اصطلاحات صوفیہ رح میں ہے کہ زلف عبارت از غیب ہویت است کہ کسے را بدو راہ نیست. یعنی زلف سے غیب ہویت مراد ہے جس سے کوئی واقف نہیں ہے اور فرمایا کہ زلف عبارت از ظلمت کفر باشد یعنی زلف کفر کے اندھیرے سے مراد ہے۔ ۳ اصطلاح صوفیہ رحمہم اللہ میں رُخ سے تجلیات الٰہی مراد ہیں۔ نیز چہرہ سے انوار ایمان کا کشف مراد ہے ونعم ما قیل ؎

اختلافات مذاہب جملہ اوہام است وبس — یک حقیقت جلوہ گر در کفر و اسلام است وبس

یعنی مذہبوں کے اختلاف وہمی ہیں۔ دراصل ایک ہی حقیقت کفر اور اسلام میں جلوہ نما ہے ٭

دیکھ اگر ہے اہلِ بصیر (بینا ۱۲)	فَهُوَ الظَّاهِرُ وَالْمَظْهَرُ [۱]
جان وُجود درخت اے یار	مومن گُل ہے کافر خار
حِفظ مراتب جان ضرور	لیکن سب ہے ایک ہی نُور

سوال ہفتم

ستواں اگر کہیں عوام	ہے افسوس نہ جانیں خام
گر ہے نیکی اور ضَلال (گمراہی)	پرتو صِفت جمال جلال
کیا حاجت ارسال رُسل (رسول)	سُنو عزیزو کرو نہ غُل

[۱] پس وُہی ظاہر ہے اور وُہی مُظہر ہے چنانچہ مولانا جامی قدس سرہ العزیز لوائح میں ارشاد فرماتے ہیں: ہر گاہ کہ چیزے در چیزے نمودہ مے شود غیر مظہر است یعنی ظاہر دیگر مظہر دیگر است وایضاً آنچہ نمودہ مے شود از ظاہر در مظاہر شبح وصورت است نہ ذات وحقیقت اِلّا وُجودِ حق و ہستیِ مُطلق کہ ہر جا کہ ظاہر ست و در ہمہ مظاہر بذاتہ ظاہر یعنی جسوقت کوئی چیز کسی چیز میں نظر آتی ہے تو ظاہر دیگر اور مظہر دیگر ہوتا ہے نیز جو کچھ ظاہر سے مظہر میں دکھائی دیتا ہے وُہ شبح اور صُورت ہے نہ کہ ذات اور حقیقت لیکن وُجودِ حق اور ہستیِ مُطلق جس جگہ ظاہر ہے عین مظاہر ہے اور تمام مظاہر میں بذاتِ خود ظاہر ہے۔

جواب

اندر نیکی اور ضلال ۔۔۔ بے مُرسل (رسول) ہے فرق محال

مِثلِ[1] سکندر (نام بادشاہ) اعظم شان ۔۔۔ طرف نوشابہ (نام بادشہزادی) ہُوا روان

آپ ہی مُرسل آپ رسُول ۔۔۔ آپ رسالت کرے قبول

اور[2] خود آپ کرے اِنکار ۔۔۔ یہ ہے عجب مُعمّا (چھپا ہوا۔ پہیلی) یار

[1] یعنی جس طرح سکندر اعظم ایلچی کے لباس میں خود نوشابہ کے پاس گیا اور نوشابہ نے فراست سے پہچان کر کہا

س: فرستندۂ نے فرستادۂ ۔۔۔ میانجی نہ بلکہ شہزادۂ

یعنی تُو بھیجنے والا ہے نہ کہ بھیجا گیا تُو قاصد نہیں بلکہ خود بادشاہ ہے ایسے ہی حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ خود رسولِ پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لباس میں جلوہ فرما ہے اور خواصِ اُمت عارفین باللہ جنہیں حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصّلوٰۃ والتحیۃ کا عرفان حاصل ہے یُوں فرماتے ہیں۔ قطعہ س

آمدہ از پئی رسالت خویش! ۔۔۔ غیر مُرسل بداں رسُول اللہؐ

خود فرستندہ خود فرستادہ ۔۔۔ سوئے خود شُد رواں رسُول اللہؐ (از شرح کلمۃ الحق)

[2] چنانچہ مکتوبات قدوسیہ میں حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ حدیث یَالَیْتَ رَبَّ مُحَمَّدٍ لَمْ یَخْلُقْ مُحَمَّدًا کے معانی میں فرماتے ہیں کہ عالم وجودِ محمدی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے طفیل موجود ہے اور شرک اور کفر اور دوئی کی بھی وجود کے ساتھ نسبت ہے لہٰذا جب آپکی اس بات پر نظر پڑی تو آپکو وحدہٗ لاشریک لہٗ کہنا راست نہ آیا! اسلئے فرمایا یالیتَ رَبَّ مُحَمَّدٍ لَمْ یَخْلُقْ مُحَمَّدًا یعنی کاش کہ رب محمدؐ کا محمدؐ کو پیدا ہی نہ کرتا۔ ذٰلِکَ سِرٌّ عَزِیْزٌ ؕ

سوال ہشتم

اٹھواں ناقص کہیں غریب — حبیب ہے اللہ عین قریب

اوّل آخر ہے وہ ذات — جامع کُل اسماء وصفات (جمع کرنیوالا ۱۲)

علم، حیات، ارادہ تام (کامل) — قدرت، سمع و بصر، کلام

کیوں پھر ہم کو نہیں عطا — جبکہ ہیں ہم عین خُدا

کیوں یہ نا ہیں ہر انسان — اَلْمُتَصَرِّفُ فِی الْاَکْوَان (موجودات میں تصرف کرنیوالا)

جواب

ما شاءَ اللہ سُنو جواب — قطرہ اور سمندر آب

قطرہ عین سمندر جان — بیش (زیادہ) کمی کا فرق پہچان

قطرے کی ہے کیا مقدار — بحرِ عمیق (گہرا سمندر ۱۲) سمندر تار!

قطرہ ہووے آپ گداز (فنا) — بیچ سمندر تریں جہاز

لہ یعنی جس طرح قطرہ من حیث الحقیقت عین سمندر ہے اسلئے کہ قطرے اور سمندر کی ذات پانی ہے لیکن جو کمالات سمندر میں ہیں وہ قطرہ میں نہیں پائے جاتے اسلئے کہ باعتبار تعیّن اُن میں کمی اور بیشی کا بڑا فرق ہے اور جب قطرہ سمندر میں مل جاتا ہے تو کمی اور بیشی کا فرق اُٹھ جاتا ہے۔ اسی طرح حضرتِ وجود مراتب حقی اور خلقی میں ظاہر ہے لیکن صفات کاملہ مظاہر خلقیہ میں نہیں پائے جاتے چنانچہ انفاس العارفین میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ در مظاہر ممکنہ وجود متجلّی است وصفات کاملہ یافتہ نمیگردد بسبب تنزّل بحسب آں نشاء یعنی خلق میں حق سبحانہٗ ظاہر ہے اور صفات کاملہ نہیں پائے بہ سبب اُترنے موافق اُس عالم کے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے عالم کی صورتوں میں تنزّل فرمایا۔ اس وجہ سے صفات واجبیہ حُجب اِمکانیہ میں چھپ گئیں۔ ہاں جب بفضلہٖ تعالیٰ کسی بانصیب کا قطرۂ ہستی بحرِ ذات میں مل جاتا ہے اور وہ درجہ ولایت پر فائز ہوتا ہے اور اخلاق الٰہی سے متخلّق تو اُس میں صفات کاملہ کا ظہور ہوتا ہے کَمَا قَوْلُہٗ تعَالیٰ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ یعنی اور میں اچھا کرتا ہوں اندھے مادرزاد کو اور سفید داغ والے کو اور زندہ کرتا ہوں مُردوں کو ساتھ حکم الٰہی کے ؛

عاجز دیکھ نہ کر تو غُل شور!
قطرہ آن پڑے دریا!
جو طاقت ہے بیچ انسان
ہاتھ اُسکے کی قوت نیز!

قطرہ جزو سمندر کُل
اُس کا بھی کچھ کہا نہ جا!
ہاتھ موں اُسکے نہیں جوان
ایک اُنگلی موں نہیں عزیز

جز کی طاقت کل کی ہاں — ہر گز حاصل ہووے ناں

پس عالم کا زور تمام — سمع بصر و علم کلام!

نیز ارادہ اور حیات — یعنی کل اسماء (جمع اسم) وصفات (جمع صفت)

ہوویں جمع اگر یک جا! — وہ ہے طاقت ذات خدا

لیکن قوت ذات جلیل (حق سبحانہٗ) — ہر شے موں ہے قدر قلیل (تھوڑا)!

ہر آئینے کی مقدار! — سورج پاک کرے چمکار

چھوٹے موں ہے تھوڑا نور — اور بڑے موں بہت ضرور

شمس (سورج) سے کب نور جدا — یوہیں ذات صفات خدا

ہر یک اندر قدر قبول — نور الٰہی کیا نزول (اترنا)

عین مطابق استعداد (قابلیت) — ایک مرید اور ایک مراد

حسب (اندازہ) لیاقت ہر انسان — ایک فرشتہ ایک حیوان

بعضے اندر قید ممات (مرنا) — بعضے مردے کریں حیات

بعضے جاہل و پُر عیب ‏ ‏ ‏ بعضے عارف عالم غیب
بعضے عاجز اور حقیر ‏ ‏ ‏ بعضے صاحب کُن فقیر
بعضے ہستی اندر بند ‏ ‏ ‏ بعضے ساتھ خُدا پیوند
آیا مخفی (پوشیدہ) طور بنا ! ‏ ‏ ‏ ہر صُورت موں آپ خُدا

سوال نہم

ناںواں کہیں ظواہر بین (علمائے ظاہر) ‏ ‏ ‏ معنیٰ لفظ وُجود یقین

سلہ جاننا چاہیئے کہ اہلِ ظواہر کے نزدیک جو وُجود کا معنیٰ تحقق اور حصُول یعنی ثابت ہونا اور حاصل ہونا ہے یہ مصدری معنیٰ ہیں اور اُن کا خارج میں وُجود نہیں ہے کیونکہ حکماء اور اہلِ منطق اور متکلمین سب اس امر پر متفق ہیں کہ معنیٰ مصدریہ معقولات ثانیہ کے قبیل سے ہیں اور اُن کا وُجود خارج میں نہیں پایا جاتا ہے بصرف سمجھنے میں ماہیات کو عارض ہوتے ہیں۔ اس مسئلہ کا بیان بطورِ مثال اُردو مصادر میں کیا جاتا ہے۔ اسی پر عربی مصادر کو قیاس کیا جائے۔ مثلاً کھانا، پینا، رونا، سونا وغیرہ کا وُجود خارج میں نہیں پایا جاتا ہے۔ جس شخص میں یہ پائے جائیں گے وُہ اَور چیز ہے اور طعام، پانی، آوازِ گریہ، غلبۂ خواب یہ الگ چیزیں ہیں لہٰذا جن چیزوں کا نام کھانا، پینا، رونا، سونا رکھا گیا ہے یہ چیزیں ذہن میں آسکتی ہیں کہ مختلف حالتوں کے نام ہیں جو کسی وقت میں کبھی شخص یا کسی چیز پر وارد ہوتی ہیں۔ بنابریں وُجود بمعنی

تحقق اور حُصول یعنی مصدری معنیٰ کے لحاظ سے خارجی ہستی کچھ نہیں رکھتا ہے کیونکہ جیسا سابق مفصل بیان ہو چکا ہے معانی مصدریہ معقولات ثانیہ کے قبیل سے ہیں۔ اُن کا وُجود خارج میں نہیں پایا جاتا ہے بلکہ صرف ذہن میں آتا ہے کہ چند حالتوں کے نام ہیں۔ لہٰذا ذاتِ حق جو خارج میں موجود ہے اُس پر اُن شئے کا اطلاق کرنا نہایت نازیبا ہے۔ اُسکی شان ایسے معنیٰ کی نسبت سے نہایت ارفع اور اعلیٰ ہے۔ از شرح تحفہ مُرسلہ شریف ؁

کَون حُصُول تحقّق جان ۔۔۔ مفہومات ہیں یہ پہچان
(ہونا ۱۲ — حاصل ہونا ۱۲ — ثابت ہونا ۱۲ — مفہومات اعتباریہ)

یہ مُنجملہ معقولات ۔۔۔ عارض ہیں یالماہیات
(معقولات ثانیہ ۱۲ — لاحق ہونیوالا ملنے والا — حقائق)

اِن معنی کے ساتھ وجود ۔۔۔ فِی الخارج ہے لاموجود

پس بانسبت ذات کمال ۔۔۔ باطل محض ہے اَمر مُحال

جواب

سُنو جواب از اہلِ عرفان ۔۔۔ تا تم بنو حقیقت دان

لفظ[لہ] وُجود سے راکھو یاد ۔۔۔ عین حقیقت ذات مُراد

لہ لوائح جامی علیہ الرحمۃ میں ہے کہ لفظ وُجود کبھی تحقق اور حصُول یعنی ثابت ہونا اور حاصل ہونا کے معنیٰ میں آتا ہے جو معانی مصدری اور مفہومات اعتباری ہیں اور اِس اعتبار سے معقولات ثانیہ کے

قبیل سے ہے جو خارج میں موجود نہیں ہے بلکہ ذہن میں ماہیات کو عارض ہوتا ہے جیساکہ محققین حکماء اور متکلمین نے اس کی تحقیق کی ہے اور کبھی لفظ وجود سے ایسی ہستی مراد لیتے ہیں جس کا وجود بذاتِ خود ہے اور تمام موجودات کا وجود اُس سے ہے اور درحقیقت اُسکے سوا خارج میں کوئی موجود نہیں ہے اور باقی موجودات اُسی کے ساتھ قائم ہیں جیساکہ اکابر عارفین اور بڑے اہلِ یقین کا ذوق اس پر شاہد ہے رُباعیہ ؎

ہستی بقیاس و عقلِ اصحابِ قیود! جز عارض اعیان و حقائق نہ نمود!

لیکن بمکاشفاتِ اربابِ شہود! اعیان ہمہ عارض اند و معروض وجود

ترجمہ: اصحابِ قیود یعنی اہلِ ظواہر کے عقل اور قیاس میں وجود اعیان اور حقائق کو عارض دکھائی دیتا ہے لیکن اہلِ شہود کے مکاشفات میں اعیان سب عارض اور معروض وجود ہے۔ الحاصل قائلانِ وحدۃ الوجود بے شک اللہ تعالیٰ کی ذات کو وجودِ مطلق کہتے ہیں مگر وجود سے اُن کی مُراد مصدری معنے نہیں ہیں جس کو اُردو میں ہونا' پایا جانا کہتے ہیں جس پر اہل ظواہر کے اعتراض کی بنا ہے جیساکہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ ازالۃ الغنود میں فرماتے ہیں کہ وجود سے صوفیوں کی مُراد مصدری معنیٰ نہیں ہیں کیونکہ وہ خارج میں موجود نہیں ہے اور معقولات ثانیہ سے ہے بلکہ وجود سے مُراد مابہ الموجودیت ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات اپنے وجود اور اپنے ارادہ سے ممکنات کے وجود کی مقتضی ہے پس وجود بمعنیٰ مابہ الموجودیت خالق اور مخلوق سب پر حاوی ہے۔

ہستی اُس کی ہے بالذّات	ساتھ اُسی کے موجُودات
جو فی الخارج ہے موجُود	نام ہے اُس کا خاص وُجود

غیر ہے اُس کا محض عدم	نہ ہی تم اور نہ ہی ہم
چھوڑو صرفاں نحو عروض	فَهُوَ[1] الْعَارِضُ وَالْمَعْرُوض

سوالِ دہم

دسواں کریں سوال حکیم!	حادث کیسے بنے قدیم
بے شک از ہم جان جُدا	یہ بندہ اور وُہ خُدا

جواب

سُنو جواب عزیز از جان	مُرشدِ کامل کا فرمان
ذاتِ[2] الٰہی بحرِ قدم	کَالْاَمْوَاج حوادث ہم!
عِنْدَ[3] الْعقل حُباب سوا	نزدِ حقیقت عَیْنُ الْمَاء
موج از بحرِ محیط سعید	ہرگز ہرگز نہیں بعید

[1] پس وُہی عارض ہے اور وُہی معروض ہے۔ [2] یعنی ذاتِ حق ہمیشگی کا سمندر ہے اور ہم موجودات موجوں کی مانند ہیں۔ [3] یعنی عقل کے نزدیک بُلبلہ پانی سے جُدا معلوم ہوتا ہے لیکن دراصل عین پانی ہے۔

نہ نزدیک ہے نہ ہی دُور

جسکی ذات مقتضی اس کے وجود کی ہو ۱۲

مُمکن واجب ایک پہچان

جس کا ہونا نہ ہونا دونوں ضروری نہ ہوں ۱۲

اَور مِثال عجیب غریب

قطرہ باراں وقت نزُول!

پکڑ چنگاڑی خُوب گھُما

قطرہ خط چنگاری دَور

وَرنہ دَور و اِلّا خُط!

گول ہونا

کثرت[له] عالَم محض خیال

مَوج سمندر ایک ضرور

عالَم ہَے خود حق سُبحان

سُن توں مَحرم یار حبیب

خط کیصُورت کرے قبُول!

دَائرہ آوے نظر صفَا!

سُرعت ساتھ بنے فی الفوَر

تیزی فورا

صِرف تخیّل محض غلط

ہے متحقّق ذات کمال

ثابت حق سبحانہٗ وتعالیٰ

[له] چنانچہ شیخ الاکبر رضی اللہ عنہ جو اہلِ حقیقت کے پیشوا ہیں ارشاد فرماتے ہیں اَلْعَالَمُ مَا شَمَّتْ رَائِحَةَ الْوُجُوْدِ یعنی عالَم نے وُجود کی خوشبو بھی نہیں سُونگھی ہے پس عالَم کا جو وُجود دکھائی دیتا ہے وُہ صرف مرتبہ وہم وخیال میں ہے۔ ہاں یہ وہم قدرت اِلٰہی سے ایک امرِ مستحکم ہے جو دیگر اُمور موہُومہ کی طرح رفع واہم سے مُرتفع نہیں ہوتا اور خارج میں ذاتِ حق کے سِوا اور کوئی موجود نہیں ہے۔ لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللہ کے یہی معنی ہیں اور فتوحات کے باب ۵۴ میں ہے قد ثبت عند المحققین انہٗ مافی الوجود الا اللہ ونحن وان کنا موجودین فانما کان وجودنا بہ ومن کان وجودہٗ بغیرہٖ فھو فی الحکم العدم یعنی محققین کے نزدیک ثابت ہے کہ اللہ کے سِوا کوئی موجود نہیں ہے اور ہم اگرچہ موجود ہیں لیکن ہمارا وُجود اُسی کے ساتھ ہے اور جس کا وجود غیر کے ساتھ ہو وُہ حکم عدم میں ہے۔

کثرتِ عالم لاموجود (عدم)	ذاتِ[1] قدیم ہے خاص وجود (حق سبحانہ ۱۲)

دربیانِ تنزّلاتِ خمسہ بالاجمال

نورِ حقیقتِ مطلق[2] ذات (مرتبہ احدیت)	ظاہر ہُوا بانواراتِ (تجلیات)
کُلّی پانچ ظہور یقین!	جان اِسے اے صاحبِ دین
اوّل[1] علم اجمالی جان (مرتبہ واحدت)	ثانی[2] کو تفصیلی مان (مرتبہ واحدیت - علم تفصیلی)
سوّم[3] ظہور صُوَر ارواح (صور میں - عالم ارواح)	چہارم[4] جان صُوَر اشباح! (عالم اجسام - جمع شبح بمعنی بدن)
پنجم[5] فیما بینھما! (عالم ارواح اور عالم اجسام کا برزخ)	صُوَر مثالی دیکھ صفا! (عالم مثال)

[1] چنانچہ فتوحاتِ مکیہ میں ہے اَلْحَقُّ هُوَ الْوُجُوْدُ وَالْخَلْقُ هُوَ الْعَدَمُ یعنی حق ہی وجود ہے اور خلق عدم ہے۔ نیز قائلانِ وحدتِ وجود فرماتے ہیں اَلْوُجُوْدُ وَاحِدٌ غَیْرُہٗ لَیْسَ بِمَوْجُوْدٍ یعنی وجود واحد ہے غیر اُس کا موجود نہیں ہے۔ [2] رسالہ نورِ وحدت میں حضرت خواجہ عبید اللہ المعروف خواجہ خورد علیہ الرحمۃ فرزند حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں اے سیّد حقیقت مطلقہ کے ظہورات بے نہایت ہیں لیکن کلیات مراتب ظہور پانچ ہیں۔ اوّل ظہور علم اجمالی دوم ظہور علم تفصیلی سوم ظہور صُوَر روحانیہ چہارم ظہور صُوَر مثالیہ پنجم ظہور صُوَر جسمانیہ۔ اگر ظہور انسانی کو جدا تصوّر کیا جائے تو ظہورات کلیہ چھ ہونگے۔ اِن ظہورات کو تنزّلات خمسہ یا ستّہ اور حضرات بھی کہتے ہیں۔

لیکن خاص ظہور انسان (حضرت انسان)	جامع کُل مراتب جان (جمع کرنیوالا حقی وخلقی نورانی وظلمانی)
اِن کو عارف اہل تمیز	کہیں مراتب ستّہ نیز! (چھ)
سبعہ مراتب ذات تمام (سات) (حق سبحانہٗ)	کہو مفصّل نیز غلام (تفصیل وار)

دربیان مراتب وجود بالتفصیل

درمرتبہ احدیت

حق کے سات مراتب جان	شیخ مبارک کئے بیان (شیخ محمدؒ مبارک المعروف ابوسعید رضی اللہ عنہ)

۱ واضح ہو کہ حضرت شیخ محمد مبارک المشہور ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ نے جو کہ حضرت غوث الاعظم پاک رضی اللہ عنہ کے پیر طریقت ہیں عربی رسالہ تحفۃ المرسلہ الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں مراتب ستّہ کا مفصّل بیان فرمایا ہے۔ یہاں اُسکا اختصاراً ترجمہ طالبان حق کی تسلّی کیلئے ہر مرتبہ کیساتھ حاشیہ پر تحریر کیا جاتا ہے اور وُہ یہ ہے۔

تحقیق جانو کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ وجود مطلق ہے اور اُس وجود کیلئے نہ شکل ہے نہ حد ہے نہ حصر ہے اور معہذا یہ وجود حد اور شکل میں ظاہر ہُوا ہے اور تجلّی کی ہے اور باوجود اس کے اُسکے عدم الشکل اور عدم الحد میں کچھ فرق نہیں آیا بلکہ الآنَ کَمَا کَانَ ہے اور تحقیق وجود واحد ہے اور لباس اُسکے مختلف اور متعدد ہیں اور یہ وجود تمام موجودات کی حقیقت اور اُن کا باطن ہے اور جمیع کائنات حتّیٰ کہ ذرہ بھی اِس وجود سے خالی

نہیں ہے اور فرمایا تحقیق اس وُجود کے بہت مراتب ہیں۔ پہلا مرتبہ لاتعیّن اور اطلاق اور ذات بحت کا ہے نہ ان معنوں سے کہ اطلاق کی قید اور تعین کی نفی کا مفہوم اس مرتبہ میں ثابت ہے بلکہ ان معنوں سے کہ یہ وُجود اس مرتبہ میں صفات کی اضافت سے منزّہ اور ہر قید سے حتّٰی کہ قید اطلاق سے بھی پاک ہے۔ اس مرتبے کو مرتبہ احدیت کہتے ہیں اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی کُنہہ ہے۔ اس سے اُوپر کوئی مرتبہ نہیں ہے بلکہ تمام مراتب اِسکے نیچے ہیں۔

اوّل ہے اَحدیّت ذات
یعنی ذات بِلا اسماء
نام نشان نہ راکھے مُول
لاتعیّن محض وجُود!
غیب ہویّت حق سُبحان
(مرتبہ ذاتی)
لَا[۲] مُتخلّق بِالْاَخْلَاق!
ذات اَحد نُورُ الْانوار
تنزیہوں تشبیہوں پاک!

مُطلق عَنْ اَسماء وصفات
(اسموں اور صفتوں سے پاک)
کَنزُ الْمخفی گنج عماء!
(خزانہ پوشیدہ) (مرتبہ لاتعین)
صِفتوں کو نہ کرے قبول
کُنْتُ کنزاً حق فرمُود!
(کنت کنزاً مخفیاً)
[۱] فَهُوَ مُنقَطِعُ الْوِجْدَان
مُطلَق عَنْ قَیْدِ الْاِطْلَاق
هُوَ لَا یُدْرِکُهُ الْاَبْصَار
اَعلیٰ عَنْ دَرْکِ الْاِدْرَاک
(ادراک پالینے سے بلند)

[۱] پس وُہ مُنقطع الوجدان ہے یعنی اُس کا پالینا دشوار ہے۔ [۲] یعنی اخلاق کے ساتھ متخلق نہیں ہے

اور اطلاق کی قید سے پاک ہے۔ ۳ یعنی ذات حق تمام نوروں کا نور ہے اور اُسکو آنکھیں اِدراک نہیں کرسکتیں ۴ یعنی ذات حق صرف تنزیہہ اور صرف تشبیہہ سے پاک ہے جیسا کہ شیخ الاکبر محی الدین ابنِ عربی رضی اللہ عنہ فص نوحیؑ میں فرماتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اِس بات کو جانو کہ اہل حقائق کے نزدیک جناب الٰہی کو منزّہ سمجھنا اُسکو حد اور قید لگانے کے برابر ہے لہٰذا تنزیہہ کا قائل یا جاہل ہے یا بے ادب ہے لیکن جب اُسکو مُطلق جانے اور تنزیہہ و تشبیہہ دونوں کا قائل ہو جائے تو شریعتوں پر ایمان رکھتا ہے۔ جب صرف تنزیہہ پر ٹھہر جائے اور اُس کے سوا نہ دیکھے تو اُس نے حقتعالیٰ کی بے ادبی کی اور پیغمبران علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کو جھٹلایا اور وُہ نہیں جانتا اور خیال کرتا ہے کہ اُسے کچھ حاصل ہے حالانکہ وُہ اپنے مطلب کو فوت کر چکا ہے اور وُہ اُن کی طرح ہے جو بعض کتاب پر ایمان لائے اور بعض کا اِنکار کیا۔ ترجمہ اشعار:۔ اگر تُو صرف تنزیہہ کا قائل ہے تو خُدا کو قید لگانیوالا ہے اور اگر صرف تشبیہہ کا قائل ہے تو حد لگانیوالا ہے اور اگر دونوں اَمروں کا قائل ہے تو مضبوطی والا ہے اور تُو علمِ معارف کا اِمام اور سردار ہے۔

دربیان مرتبۂ وحدت

دوجا وحدت خاص مقام ۱ | برزخ کبریٰ اِس کا نام!
کہیں تعیّن اوّل نیز | اُس کو عارِف خاص عزیز

۱ دوسرا مرتبہ تعیّن اوّل ہے اور اِس سے مُراد اللہ تعالیٰ کا اپنی ذات اور اپنی صفات اور تمام موجودات کو بعض کو بعض سے امتیاز کئے بغیر اجمالی طور پر جان لینا ہے اور اِس مرتبہ کو وحدت اور حقیقت محمّدی صلی اللہ علیہ وسلّم کہتے ہیں۔ از تحفہ مرسلہ شریف۔

اپنے آپ موں آپ خدا[ل]
مثل مفصل (کھلا ہوا) مجمل (اکٹھا ہوا) در
یعنی اندر علم خدا
اس موں ظاہر ہوا کمال
اس برزخ موں سب اعیان (موجودات)
فیما بین (درمیان) ظہور و بطون
نور محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کہیں تمام
اصل اصول محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پاک

کیا تجلی (ظہور ۱۲) باالاسماء (اسموں کے ساتھ)
اندر بیج مثال شجر (درخت)
مجمل طور تمام اشیاء
مبہم (پوشیدہ) طور علی الاجمال
مجمل غیر مفصل جان
برزخ جامع ہے موزوں (پسندیدہ)
نیز حقیقت احمد (حقیقت محمدیہ) نام
پڑھ لولاک لما افلاک

ل اس کو کمال ذاتی کہتے ہیں جس سے مراد اللہ تعالیٰ کا ظہور اپنے آپ پر اپنے آپ میں اپنے لئے بلا اعتبار غیر اور غیریت کے ہے۔ اور اس کمال ذاتی کو غنائے مطلق لازم ہے اور غنائے مطلق کے یہ معنی ہیں کہ جو کچھ من الازل الی الابد درپے تفصیل ہے سب کا مشاہدہ کلی اجمالی طور پر اللہ تعالیٰ کو اپنی ذات میں حاصل ہے اور اس مشاہدہ کے باعث عالم کے تفصیلی ظہور سے مستغنی ہے کیونکہ حقتعالیٰ کو تمام موجودات کا مشاہدہ اپنے بطون اور وحدت میں کل کے مندرج ہونے کے باعث حاصل ہے اور یہ شہود غیبی علمی ایسا ہے جیسا شہود مفصل کا مجمل میں اور شہود کثیر کا واحد میں اور جیسے شہود درخت کا مع اپنی شاخوں اور پھل وغیرہ کے ایک گٹھلی میں۔

دربیان مرتبۂ واحدیّت

تیجا[1] درجہ حق سُبحان واحدیّت کا سُنو بیان

اِس کو عارف اہل تمیز! کہیں تعیّن ثانی نیز

مجمل[2] مُبہم کُل اشیاء اِس مُوں ہوئے مفصّل آ

فیض[3] الاقدس جوش نمود ظاہر[4] ہُوا وجود شہُود!

[1] تیسرا مرتبہ تعین ثانی ہے اور اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنی ذات اور صفات اور تمام موجودات کو تفصیلی طور پر اور بعض کو بعض سے امتیازاً جان لینا ہے۔ اور اس مرتبہ کو واحدیت اور حقیقت انسانیہ کہتے ہیں۔ یہ تینوں مراتب قدیمہ ہیں۔ ان کا آگے اور پیچھے ہونا عقلی ہے زمانی نہیں۔ (از تحفہ مرسلہ شریف) [2] اِسے کمال اسمائی کہتے ہیں جس سے مُراد اللہ تعالیٰ کا ظہور اپنے آپ پر اور اس کی ذات کا شہود تعینات خارجیہ یعنی عالم اور مافیہا میں ہے اور یہ شہود عینی وجودی ایسا ہے جیسا شہود مُجمل کا مفصّل میں اور واحد کا کثیر میں اور شہود گٹھلی کا درخت اور اس کی شاخوں میں ہے اور یہ کمال اسمائی تحقق اور ظہور کے اعتبار سے عالم اور عالم والوں کی ہستی پر موقوف ہے کیونکہ اسکے معنیٰ جو پہلے ذکر ہوئے ہیں تفصیلی طور پر عالم کے ظہور کے سوا حاصل نہیں ہوتے۔ (از تحفہ مرسلہ شریف) [3] فیضِ حق دو قسم پر ہے، ایک فیضِ اقدس دُوسرا فیضِ مُقدّس۔ پہلے فیضِ اقدس سے اعیان ثابتہ اور اُن کی اصلی استعداد علم الٰہی میں حاصل ہُوئی ہے اور دُوسرے فیضِ مقدّس سے یہ اعیان مع لوازمات اور توابع خود خارج میں ظاہر ہوئے ہیں [4] جاننا چاہیئے کہ واحدیت ان

چار قسموں پر منقسم ہے یعنی نور، وجود، شہود، علم۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر خود تجلّی کی اس کا نام نور ہے اور اپنے آپ کو پایا یہ وجود ہے اور اپنی خودی کے ساتھ خود حضور ہوا یہ شہود ہے اور ان سب کو معلوم کیا یہ علم ہے۔ اصطلاحاتِ صوفیہ میں انہیں اعتبارات اربعہ کہتے ہیں۔

علم صفاتی نور اسماء ۔۔۔ از ہم دیگر ہوئے جدا

کُل اسماء احکام تمام! ۔۔۔ اُس موں ظاہر ہوئے غلام

اللہ واحد ذات قدیم ۔۔۔ رَبّ رَحیم کَرِیم حَکِیم!

حَیّ (زندہ) عَلیم (دانا) سمیع بصیر ۔۔۔ اور مُرید کلیم قدیر!

اِسم عظیم (بڑا) جلیل (بزرگ) قہّار (بڑا قہر کرنیوالا) ۔۔۔ مُعطی (عطا کرنیوالا) مانع (روکنے والا) نافع (نفع دینے والا) ضار (ضرر پہنچانیوالا)

اسمُ الہادی (ہدایت کرنیوالا) اسم مضلّ (گمراہ کرنیوالا) ۔۔۔ اِسم مُعِزّ (عزت دینے والا) اور اِسم مُذِلّ (ذلیل کرنیوالا)

یُوہیں جانو کُل اَسماء ۔۔۔ فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی

واجب مُمکن کیا ظہور! ۔۔۔ حادِث اور قدیم ضرور

حضرت اسماء کُل ارباب! ۔۔۔ عالَم کا مربُوب خطاب

ؔ واضح ہو کہ اسمائے کُلیہ الٰہیہ اٹھائیس ہیں۔ بدیع۔ باعث۔ باطن۔ آخر۔ ظاہر۔ حکیم۔ محیط۔ شکور

غنی الدھر۔ مقتدر۔ رب۔ علیم۔ قاہر۔ نور۔ مصوّر۔ محصی۔ مبین۔ قابض۔ حی۔ محی۔ ممیت۔ عزیز۔ رزاق۔ مذل۔ قوی۔ لطیف۔ جامع۔ رفیع الدّرجات اور اسمائے کونیہ کُلیہ مربوب اسمائے آلہیہ بھی اٹھائیس ۲۸ ہیں عقل اول نفس کُل۔ طبیعت کُل۔ جوہر ہبا۔ شکل کُل۔ جسم کُل۔ عرش۔ کرُسی۔ فلک۔ اطلس۔ فلک منازل فلکِ زحل۔ فلکِ مشتری۔ فلکِ مریخ۔ فلکِ شمس۔ فلکِ زہرہ۔ فلکِ عطارد۔ فلکِ قمر۔ کرۂ آتش۔ کرُہ ہوا کرۂ آب۔ کرۂ خاک۔ مرتبہ جماد۔ مرتبہ نبات۔ مرتبہ حیوان۔ مرتبہ ملائکہ۔ مرتبہ جنّات۔ مرتبہ انسان۔ مرتبہ جامع پس بدیع مُربّی عقلِ کُل ہے۔ جس کو قلم اعلیٰ اور نورِ محمّدی صلّی اللہ علیہ وسلّم کہتے ہیں اور باعث مُوجد نفس کُل ہے جس کو لوح محفوظ کہتے ہیں اور باطن متوجّہ طبیعتِ کُل ہے اور آخر ربِ جوہر ہبا ہے جس کو ہیولا کہتے ہیں الی الآخرہ فافہم اور اسمائے آلہیّہ جزیہ غیر منحصر ہیں۔ اُن کی گنتی کسی کو معلوم نہیں کیونکہ مقابل ہر ایک اسمائے کونی کے اسمائے آلہیّہ اُنکے ارباب ہیں اور اُن کی تربیت میں ہر وقت مشغول ہیں۔ اور ہر کائن کی بازگشت اپنے ربّ کی طرف ہے جیساکہ فرمایا مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ پس کسی کو اپنے ربّ سے گریز نہیں اور اُسکی طرف جانا بھی صراطِ مستقیم ہے وہ اسمِ جمالی ہو خواہ جلالی۔ کسی کو انکار جائز نہیں کیونکہ اپنی صورت میں حق ہے۔ سبحان اللہ درحقیقت تمام اسمائے حق ہیں اور اسمائے کونیہ اور آلہیہ تعینات اور حجابِ حق ہیں کیونکہ از روئے تعینات حفظِ مراتب لازم ہے ورنہ وُہی ذات ہر جگہ جلوہ فرما ہے۔ از صحائفِ غوثیہ ترجمہ لطائف غوثیہ۔

ظاہر کل اسماء پہچان!	اور اعیان مظاہر جان
مظہر ہادی صاحبِ دل	کافر مظہرِ اسمِ مضل
جنّت مظہرِ اسم جمال!	دوزخ مظہرِ اسمِ جلال!

ہر اِک کا ہے نیارا طور
یہ عابد ہے وُہ معبُود
یہ عالم ہے وُہ معلُوم!
ظاہر مُوں ہیں صُور انیک (بے شمار)
حفظِ[۱] مراتب کرو ضرور
اِسم مُسمّٰی ایک پہچان
خالق اور مخلوق بنام
خود عالم ہے خود معلُوم
یہ سبھ علموں جان نمُود
ظاہر ہیں اَسماء و صفات
تینوں درجے بُوجھ قدیم
کہنے کو ہیں تین بیان
حقّی اِن کو کہیں عزیز

یہ کچھ اور ہے وُہ کچھ اور
یہ ساجد ہے وُہ مسجُود!
یہ حاکم ہے وُہ محکُوم
لیک حقیقت ایک ہے ایک
اے پرجا تو واحد تُور
صُورت معنیٰ ایک ہی جان
لیکن واحد ذات تمام!
غیر حقیقی ہے معدُوم
خارج مُوں ہے ایک وجُود
بیچ حقیقت ذات ہی ذات
بے تاخیر بلا تقدیم!
لیکن ایک حقیقت جان
خلقی سُنو مراتب نیز!

[۱] قال الجامی قدس سرہ السامی ؎ ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد ٭ گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی۔

در بیان عالمِ اَرواح

چوتھا[۱] حضرت رُوح شریف	جان مجرّد پاک لطیف (جو مادہ سے پاک ہو ۱۲)
صُورت مادہ شکلوں پاک	نہ از آب ہے نہ از خاک
نہ نزدیک ہے نہ ہی دُور	نہ ظاہر ہے نہ مستُور!
بے مانند بیچُون وچگُون	بے صُورت بے نقش و نمُون
بیچ اِضافت کرو نگاہ!	مِن[۲] رُوحِی فرمُود اللہ (حق سبحانہ)

۱ے چوتھا مرتبہ عالم ارواح ہے۔ اس سے مُراد عالِم کون کی مجرّد اور بسیط چیزیں ہیں جو اپنی ذاتوں اور امثالوں پر ظاہر ہوتی ہیں یعنی وُہ کوئی چیزیں جو صُورت اور مادہ سے مجرّد اور پاک ہیں۔ (از تحفہ مرسلہ شریف)

۲ے وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ یعنی جب میں انسان میں اپنی رُوح پھُونکوں۔ واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کی رُوح اُس کی ذات ہے اِس لئے اُس کی رُوح کو مخلوق کہنا جائز نہیں اور وُہ رُوح القدس ہے یعنی وُہ رُوح نقائص کونیہ سے پاک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آدمؑ میں خدا نے اپنی رُوح پھُونکی تو اُس کی طرف فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حُکم دیا گیا چنانچہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا سوائے اِبلیس کے جو اِنکار کی وجہ سے مردود ازلی وابدی بنایا گیا۔ تفسیر عرائس البیان میں ہے کہ فرشتوں نے آدم علیہ السّلام میں نُورِ حق کو دیکھ کر سجدہ کیا پس فرشتوں نے درحقیقت آدمؑ کو سجدہ نہیں کیا بلکہ شاہد ازلی وابدی کو سجدہ کیا اور جو کچھ فرشتوں نے دیکھا شیطان کو نظر نہ آیا اِسلئے کہ وُہ قہر الٰہی کی وجہ سے آدم میں جمالِ حق دیکھنے سے محجوب تھا۔ ونعم ماقیل ے

لَوْ اَبْصَرَ الشَّیْطَانُ طَلْعَۃَ نُوْرِہٖ ! ؛ فِیْ وَجْہِ اٰدَمَ کَانَ اَوَّلَ مَنْ سَجَدَ

یعنی اگر شیطان آدم علیہ السلام کے چہرہ میں اُس کے طلعتِ نور کو دیکھتا تو سب سے پہلا سجدہ کرنیوالا ہوتا۔ (از مواہب لدنیہ)۔

جامع کُل ارواح جہان
خاص خلیفہ حضرت ذات
(حق سبحانہٗ)
قلمُ الاعلیٰ اُس کا نام!
یعنی نورِ محمد پاک!
(صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)
اُس سے ظاہر کُل ارواح
محض مجرد خاص بسیط
(جو مادہ سے پاک ہو — جو مرکب نہ ہو)
ظاہر اُس سے ہوا جہان [لہ]
عینُ العلم و عینُ العین

رُوحُ الاعظم لامکان
خود مفتاحُ الموجودات
(کنجی ۱۲ — عالم)
عقلُ الاوّل مظہر تام
(کامل)
پڑھ لَوْلَاکَ لَمَا اَفْلَاک
پاک منزّہ از اشباح!
(اجسام)
اَطہر انور جان محیط!
(بہت پاک — بہت روشن ۱۲ — احاطہ کرنیوالا)
کُل اعیان و کُل اکوان!
(صور علمیہ ۱۲ — مخلوقات)
فَھُوَ الظَّاھِرُ فِی الدَّارَیْن
(دونوں عالم ۱۲)

در بیانِ عالمِ مثال

لہ یعنی رُوح الاعظم علم کا عین اور عین کا عین ہے پس دونوں عالم میں ظاہر ہے۔

پنجواں[1] عالم جان مثال
کُل ارواح اور کُل اعیان
لیکن با اشکال لطیف
نہ وہ جسم مرکّب (جو ترکیب دیا گیا) تار (تاریک)!
بانسبت ارواح کثیف
اس برزخ موں میری جان
نہ تبعیض (بعض بعض ہونا) کو کریں قبول
ہرگز ٹوٹیں نہیں سدا
نہیں طعام اور نہیں شراب
پاک از کُلّ عیب قصور

عارف اس کو کہیں خیال!
اس برزخ موں ظاہر جان
غیر مکدّر (پاک اور صاف) غیر کثیف!
نہ وہ روح بسیط (جو مرکب نہ ہو) ہے یار
بانسبت اجسام لطیف (پاک - پاکیزہ)
سبہ اجسام نورانی جان
نہ متجزّی (ٹکڑے ٹکڑے) ہوویں موں
خواہ اُن پر شمشیر چلا!
نہ بیداری نہ ہی خواب!
جہت زمان مکان سے دور

[1] پانچواں مرتبہ مثال ہے اور اس سے مُراد اشیائے کونیہ مرکّبہ لطیفہ ہیں جو جزو جزو ہونے اور ٹکڑے ٹکڑے ہونے اور پھٹنے اور جُڑنے کو قبول نہیں کرتی ہیں یعنی عالم مثال نہ تو جسم مُرکّب مادی ہے اور نہ جوہر مجرّد عقلی ہے بلکہ عالم اجسام اور عالم مجرّدات کے درمیان مقام برزخ اور حدِّ فاصل ہے۔ از تحفہ مُرسلہ شریف۔

اِس برزخ موں ہر موجود — راکھے شکلیں لامحدود (بے شمار)

ظاہر چشماں کریں خطا — دیدہ دِل سے خُوب تکا!

تا تُو دیکھے بالتحقیق — سِرِّ معانی بحرِ عمیق!

یہ[1] برزخ ہے دو اقسام — مُطلق اور مُقیّد نام!

جو ہے بیچ خیال انسان — اُسے مثال مُقیّد جان

جو نہ آوے بیچ خیال! — اُس کو مطلق جان مثال

[1] واضح ہو کہ مُحققین کے نزدیک مِثال دو قسم ہے۔ ایک وُہ ہے جس کے اِدراک میں قوّت مُتخیّلہ اِنسانی کی شرط ہے۔ اُسے مِثالِ مُقیّد اور خیالِ مُتصل کہتے ہیں۔ وُہ خواب اور خیال میں ظاہر ہوتا ہے۔ اُس میں جو کچُھ دِکھائی دیتا ہے گاہے صحیح اور گاہے غلط ہوتا ہے۔ دوم وُہ ہے جس کے اِدراک میں قوّت مُتخیلہ کی شرط نہیں ہے۔ اُسے مِثالِ مُطلق اور خیالِ مُنفصل کہتے ہیں۔ سالک جب مثالِ مُقیّد سے ترقّی کر کے مثالِ مُطلق تک پہنچ جاتا ہے تو وُہ جو کچُھ دیکھتا ہے بالکل صحیح اور درست ہوتا ہے۔ عقُول اور نفوسِ مجرّدہ کا شہُود مُصوّر جسمانیہ میں اہلِ کشف کو اِسی عالَم میں ہوتا ہے جیسے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر جبرائیل علیہ السّلام کا ظہور دحیہ قلبیؓ کی صُورت پر ہُوا کرتا تھا اور یہ مکاشفہ انبیاء اور خاصانِ خُدا کے سِوا اور کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ ذٰلک تقدیر العزیز العلیم۔

ہر ہر صُورت اندر جان — کُلَّ یَومٍ ھُوَ فِی شَان

ے۲ ہر روز وُہ نئی شان میں ہے یوم بہ معنی تجلّی ہے جیسا کہ انسان کامل میں ہے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ اگرچہ بالذّات تغیّر کو نہیں قبول کرتا ہے لیکن اُسکی ہر تجلّی میں ایک تغیّر ہے جس کو متحوّل فی الصُّوَر کہتے ہیں۔ پس اُس کا نہ متغیّر ہونا حکم ذاتی ہے اور تجلیات میں تنوع امر وجودی عینی ہے یعنی وہ متحوّل فی الصُّوَر ہے اور متحوّل بالذّات نہیں ہے جیسا کہ اُس کا کمال مقتضی ہے کیونکہ جس حیثیت سے کہ وُہ ہے اُسی حیثیت پر ہے اور کوئی طریقہ اُس حیثیت سے اُس کے متغیّر ہونے کا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اِس سے منزّہ ہے اور یہ امر کُلَّ یَوۡمٍ هُوَ فِي شَأۡنٍ کا ایک بھید ہے انتہیٰ۔ متحوّل فی الصّور حدیث مندرجہ صحیح بخاری سے ثابت ہے پس باوجود صُورتیں بدلنے کے حق سُبحانہٗ وتعالیٰ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ یعنی اپنی صرافت ذاتی پر باقی ہے۔

ساتھ کثافت خلق جہان[1]	ساتھ لطافت حق سُبحان
عین لطیف اور عین کثیف	جامع ہر دو ذات شریف

دربیان عالم اجسام

چھیواں عالم ہے اجسام[2]	عالم مُلک ہے اس کا نام

ے۱ یعنی لطافت اور کثافت ہر دو وصف ذاتی ہیں اس لئے کہ اُسکا غیر موجود نہیں ہے۔ پس باعتبار لطافت کے وُہ حق ہے اور باعتبار کثافت کے وُہ خلق ہے ے۲ چھٹا مرتبہ عالم اجسام ہے اور اُس سے مُراد اشیائے کونیہ مرکبہ کثیفہ ہیں جو ٹکڑے ٹکڑے ہونے اور جُدا جُدا ہونے کو قبول کرتی ہیں یعنی جو کونی چیزیں طول عرض اور عمق رکھتی ہیں وُہ عالم اجسام میں داخل ہیں۔ (از تحفہ مرسلہ شریف)

عرش بریں تا تحت ثریٰ (زمین کے نیچے)
کُل اجرام کواکب ہا (ستارے) (اجسام سماوی)
اور مُرکب تین پہچان
ہر یک کے ہیں بہت اقسام (قسمیں)
خلقت عالم بے انداز (بیشمار)
خلق او پائی اُس بے چُون
یہ سب جان طلسم جوان (شعبدہ)
ہر ہر صورت بیچ سما
یہ ہیں خاص مراتب ذات (حق سبحانہٗ ۱۲)
ہر یک کا ہے نام جُدا
لیک حقیقت سب کی ایک

ہفت زمیں اور ہفت سما (آسمان)
پانی مٹی آگ ہوا!
(اربعہ عناصر)
خاص جماد نبات حیوان (موالید ثلاثہ)
خارج از حد علم علّام
پیدا کی اُس حکمت ساز (حکیم مطلق)
قسم و قسم و گونا گوں! (رنگ برنگ)
ظاہر ہے خود حق سُبحان
پرگھٹ ہے وہ ذات خدا
جھی خلقی سُن رے بات
ہر یک کے احکام جُدا
سوچ سمجھو جانو نیک

دربیان مظہر جامع انسان

بالآخر[1] حضرت انسان — خاص خلیفہ حق سبحان
ہے[2] مخلوق بصورت ذات — جامع کل اسماء و صفات
برزخ[3] جامع ہے انسان — بَیْنَ الْوَاجِب وَالْاِمْکَان

ے۱ ساتواں مرتبہ جامع جمیع مراتب مذکورہ جسمانیہ اور نورانیہ اور وحدت اور واحدیت کا ہے اور وہ تجلّی آخیر اور لباس آخیر ہے اور یہ انسان ہے۔ پہلا مرتبہ اِن میں سے لاظہور کا مرتبہ ہے اور باقی چھ ظہور کلیہ کے مراتب ہیں اور اِن میں سے آخری مرتبہ یعنی انسان جب عُروج کرتا ہے تو اِس میں تمام مراتب مذکورہ معہ اپنے اِنبساط کے ظاہر ہوتے ہیں اور اِس کو انسان کامل کہتے ہیں۔ اور عُروج اور انبساط اکمل طور پر ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو حاصل ہے اور اسی لئے آپ خاتم النّبیّین ہیں۔ از تحفہ مُرسلہ شریف۔ اور مرآت العارفین میں ہے وَ اَمَّا الْاِنْسَانُ الْکَامِلُ فَھُوَ نُسْخَۃٌ جَامِعَۃٌ لِّجَمِیْعِ النُّسَخِ وَھُوَ الْمُسْتَخْرَجُ وَ الْمُسْتَنْبَطُ مِنَ الْکُلِّ وَھُوَ الْجَامِعُ بَیْنَ الْحَقَائِقِ الْاِلٰھِیَّۃِ وَالْکَوْنِیَّۃِ یعنی لیکن اِنسان کامل پس وُہ نُسخہ جامع واسطے تمام نسخوں کے ہے اور وُہ کُل سے منتخب اور مستنبط ہے اور حقائق الٰہیّہ اور کونیہ کا جامع ہے۔ اور حضرت شیخ الاکبر قدس سرّہٗ انشاء الدّوائر میں فرماتے ہیں کہ انسان دو نُسخہ ہے نُسخہ ظاہر اور نُسخہ باطن۔ نُسخہ ظاہر تمام عالم کے مشابہ ہے نُسخہ باطن مرتبہ الٰہیّہ کے مشابہ ہے۔ پس اِنسان باعتبارِ اطلاق اور حقیقت کُلّی ہے اور وُہ تمام موجودات قدیمہ اور حدیثہ کو قبول کرنیوالا ہے اور اُس کے سِوا کوئی اِس اَمر کو قبول نہیں کرتا کیونکہ عالم کی کوئی جُز اُلوہیت کو قبول نہیں کرتی اور الٰہ عُبودیّت کو قبول نہیں کرتا بلکہ عالم سب کا سب عبد ہے اور حق اِلٰہ واحد اور صمد ہے پس حق سبحانہٗ کو اُن اوصاف سے موصوف کرنا جائز نہیں جو اوصاف الٰہیّہ کے مخالف ہوں جیسے عالم کو اُن اوصاف سے موصوف

نہیں کر سکتے جو اوصاف حادثۂ عبودیّت کے مخالف ہیں پس انسان کے واسطے دو نسبت کاملہ ہیں ایک نسبت سے وہ حضرت الٰہیہ میں داخل ہوتا ہے اور ایک نسبت سے مرتبہ کیانیہ میں داخل ہوتا ہے۔ پس مرتبۂ کیانیہ میں اُس کو عبد کہتے ہیں اس لئے کہ وہ مکلّف ہے اور حضرت الٰہیہ میں اُس کو ربّ کہتے ہیں اس لئے کہ وہ خلیفہ ہے۔ از شرح مرآت العارفین۔ ؎۲ چنانچہ حدیث قدسی میں ہے اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ اَیْ عَلٰی صِفَاتِہٖ بَلْ عَلٰی حُکْمِ ذَاتِہٖ خدا نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا یعنی اپنی صفات پر بلکہ اپنی ذات کے حکم پر ظاہر کیا۔ ؎۳ قال الجامی قدس سرہٗ ؎

آدمی چیست برزخ جامع ❊ صورتِ خلق و حق درو لامع

فَھُوَ ؎۱ الْخَالِقُ وَالْمَخْلُوْق	وَھُوَ الْعَاشِقُ وَالْمَعْشُوْق
ظاہر میں ہے بشر ضرور!	باطن اُس کا حقّی نور
نسخہ جامع اُمّ کتاب	کُل دفتر کا لبّ لُباب
ابن العربیؒ ؎۲ کا فرمان	عالم جُثّہ روح انسان
آدم کُل سبھی اجزاء	ہے وہ اصل ہمہ اشیاء

؎۱ پس وہی خالق ہے اور وہی مخلوق ہے اور وہی عاشق ہے اور وہی معشوق ہے ؎۲ چنانچہ فصوص الحکم میں شیخ الاکبر قدس سرہٗ فرماتے ہیں وَجَعَلَہٗ رُوْحًا لِلْعَالَمِ یعنی خدا نے انسان کامل کو عالم کا روح بنایا ہے۔

سِرُّ اللّٰہِ فی القرآن (١) — بالتحقیق ھُوَ الاِنسان

فَالاِنسانُ ھُوَ المُطلق (٢) — حَقُّ الحَق و حَقُّ الحَق

رُوحُ الرُّوحِ و کُلُّ الکُل — احمدُ مُرسَل ختمِ رُسُل

مظہر کامل ذاتِ خُدا — اِسمُ الاعظم سِرِّ عماء

(٣) سہ صُورت پر ہے انسان — بشری مَلکی حقّی جان

اَنَا بَشَرٌ فرمود رسُول (قُل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثلُکُم) — پر تُم ہرگز کہو نہ مُول

سُنو حدیث مکرّم تم — اِنّی لَستُ کَاَحَدِکُم

---

١ یعنی اللہ کا راز قرآن میں تحقیق وہی انسان ہے ٢ پس انسان بے قید اور مُطلق ہے اور حق الحق اور حق الحق ہے ٣ تفسیر قادری میں کٓھٰیٰعٓصٓ کے تحت میں ہے کہ رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تین صُورتیں ہیں۔ ایک صُورت بشری جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یعنی کہہ اے محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کہ مَیں تمہاری مثل بشر ہُوں۔ دُوسری مَلکی جیسا خود حضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا اِنِّیْ لَسْتُ کَاَحَدِکُمْ یعنی مَیں تُم سے کسی کی مثل نہیں ہوں تیسری حقّی جیسا خود آپؐ نے فرمایا لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ یعنی میرا اللہ کے ساتھ ایک وقت ہے جس میں کوئی مَلک مقرّب اور نبی مُرسَل نہیں سما سکتا اور اِس سے بھی کھُلی ہُوئی حدیث ہے کہ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ یعنی جس نے مُجھ کو دیکھا اُس نے حق کو دیکھا۔

صُورت حقّی کرو یقین
لِی مَعَ اللہ خاص مقام
خود فرمایا پاک رسُول ١
اَنَا اَحمَدُ بے میم حدیث
اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِیْم
ذات محمّد ذات خدا
بَلْ عِلْمُہٗ عِلْمُہٗ وَذَاتُہٗ ذَاتُہٗ
ایک ہی نور اور ایک ہی ذات ٢
اوّل آخر ذات پہچان
اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللہُ نُوْرِی
اوّل کل ہے پاک رسُول

تا تم بنو حقیقت بین
مَن رَاٰنی بُوجھ غلام
مَنْ رَاٰنِی فَقَدْ رَاَی الْحَق ٣
مان لیو اور کرو قبُول
جو نہ مانے جان خبیث
از ہم ہرگز نہیں جُدا
ایک ہی اسماء ایک صفات
ظاہر باطن ایک ہی جان
وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط
آخر سب کے کیا نزُول

---

١ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ مکتوبات میں ارشاد فرماتے ہیں عمرؓ پرسید پس ذات خاص حضرت چہ باشد پیغامبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرمود اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِیْم یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضورؐ کی ذات خاص سے کیا مراد ہے پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ مَیں احمدؐ ہُوں سوائے میم کے یعنی مَیں اَحد ہُوں۔ قال الشیخ العطار قدس سرہٗ

گفت اَنَا احمدُ بلا میم! ؎ از زباں پاکِ احمدِ مختار!

اور فرمایا مُصطفٰےؐ را حق بدان وحق بہ بین ؎ مُصطفٰےؐ بُد نُورِ ربُّ العالمین (از مکتوبات قدسیہ)

٢ حضرت خواجہ محمّد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ نُورِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم خود نورِ خدا است یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا نُور عین خُدا کا نور ہے۔

پنچ[1] مراتب حق سُبحان
لیکن ہے خود بعد ظہور!
جیسکر کرے عُروج انسان
لیکن یہ بر وجہ کمال!
وُہ ہیں مظہر خاص اَتَم (کامل)
پاک محمّد ہے خود ذات
یہ کُل سات مراتب جان
جسکو یاد مراتب سات
سَیر نزُولی ہُوا تمام

جانو قبل ظہورِ انسان
عالم اُس کے بیچ ضرور!
فَهُوَ الْاٰنَ كَمَا هُوَ كَانَ
ہے جُز احمدؐ پاک محال
اُن پر کُل مراتب تَمّ (ختم)
لاکھاں بار کہو صلوات
اوّل حق آخر انسان
وُہ ہے اہل حقیقت ذات
سَیر عُروجی کرو غلام

دربیان ذکرِ پاس انفاس و نفی اثبات

[1] چنانچہ مرآت العارفین میں ہے لَاشَكَّ اَنَّ الْاِنْسَانَ قَبْلَ ظُهُوْرِهٖ كَانَ مُنْدَرِجًا فِيْ جَمِيْعِ الْمَرَاتِبِ كَانْدِرَاجِ الْكُلِّ فِيْهِ بَعْدَ ظُهُوْرِهٖ یعنی بے شک انسان اپنے ظہور عنصری سے پہلے تمام مراتب میں مندرج تھا جیسے تمام مراتب بعد ظہورِ انسان میں مندرج ہیں۔

اوّل پیر مربّی پاس
جو دم اندر جاوے یار! (سانس)
اور جو دم پھر باہر آ
ذکرُ المخفی اے مقبول
بعد[۱] بقر پیش از عمران
"ھُوْ" کا معنیٰ پیر ہے پیر! (سورہ بقر — سورہ آل عمران)
کرو تصوّر دم بدم!
یوں فرمایا پیرِ مغان (پیر کامل)
ذکر خفی میں ہے مشغول!
جو کوئی اُس کا کرے خیال
سیکھو نیز نفی اثبات (لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ)

جا کر سیکھو پاس انفاس (ذکر خفی)
اُس میں ذاتی نام چیتار
اُس میں مخفی ذکر کما!
حسبُ الحکم حدیث رسول
اسمُ الاعظم "ھُوْ" پہچان!
اُس کی صورت بدرِ منیر!
آوے راحت جاوے غم (خوشی۔ آرام ۱۲)
ہر ذی رُوح و ہر انسان (جانور)
اپر خبر نہ راکھے مول
وہ خود پاوے قرب وصال
سمجھو پیر سے اُسکی گھات

[۱] چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اسم الاعظم سورۂ بقرہ کے آخر اور آل عمران کے اوّل میں ہے۔ اور فصوص الحکم کی شرح تاویل الحکم کے صفحہ ۲۱۲ پر ہے کہ لفظ بقرہ کا آخر (ہ) اور لفظ آل عمران کا اوّل (و) ہے پس حسب حدیث اسم الاعظم ھُوْ ہے۔

لَآ اِلٰہَ نفی پہچان
نفی کرو کُل موجودات
یعنی غیر نہیں موجود
ظاہر ہے بر وجہ کمال
پاک محمدؐ اُس کا نُور
(یعنی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)
پس[2] بے شرط وضو دن رات

اِلَّا اللہ اثبات بدان (جان)
ثابت کرو خُدا کی ذات
اِلّا واحد ذات وجُود!
بالاَوصاف و بالاَفعال
مظہر کامل خاص ظہُور
بے تخصیص ہمہ اَوقات

[1] چنانچہ مکتوبات حضرت خواجہ معین الدین اجمیری علیہ الرحمۃ میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ پرسید یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مُراد کلمہ چیست رسول علیہ السلام فرمود اے عمرؓ مراد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ این است کہ نیست موجُود کسے سوائے ذاتِ واحد و محمدؐ ظہُورِ خدا است یعنی حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم مراد کلمہ سے کیا ہے رسول علیہ السّلام نے فرمایا کہ اَے عُمرؓ مراد کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ سے یہ ہے کہ نہیں موجُود کوئی سوائے ذاتِ واحد کے اور محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ظہور خُدا کا ہیں۔ [2] تحفۃ مرسلہ شریف میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے اے طالب! اگر تُو واصل ہونے کا ارادہ رکھتا ہے تو سب سے پہلے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قول اور فعل میں ظاہر اور باطن میں تابعداری کر۔ پھر اس کے بعد وحدۃ الوُجود کا مراقبہ کر یعنی معنیٰ کلمہ طیّبہ کے مدِّنظر رکھ۔ اِس میں وُضو کی شرط نہیں ہے اور اگر ہو تو بہتر ہے اور کسی وقت کی خصُوصیّت بھی نہیں ہے

اور نہ ہی سانس کے اندر اور باہر جانے کا کوئی لحاظ ہے اور نہ ہی اس میں کلمہ طیبہ کے حروف کا ملاحظہ ضروری ہے بلکہ ہر حال میں کھڑے اور بیٹھے، چلتے اور لیٹے اور حرکت کرتے اور سکون کرتے، کھاتے اور پیتے کلمہ طیب کے فقط معنے کا لحاظ رکھنا چاہیئے اور مراقبہ وحدۃ الوجود کا طریقہ یہ ہے کہ تو پہلے اَنا ہونے کی نفی کرے اور اَنانیت اس کو کہتے ہیں کہ تو اپنی حقیقت اور اپنے باطن کو حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا غیر جانے پس اسی اَنانیت کی نفی کرنی چاہیئے اور یہی لَآ اِلٰہَ کے معنی ہیں۔ پھر حق سبحانہٗ وتعالیٰ کو اپنے باطن میں ثابت کرے اور یہی اِلَّا اللہ کے معنیٰ ہیں۔ اگر تم یہ سوال کرو کہ جب وُجود واحد ہے اور اس کا غیر موجود نہیں ہے تو کس چیز کی نفی کی جائے اور کس چیز کو ثابت کیا جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ غیریت اور دُوئی کا وہم خلقت کیلئے پیدا ہو گیا ہے حالانکہ یہ وہم باطل ہے۔ پس تجھ کو واجب ہے کہ پہلے اس وہم کی نفی کرے اور پھر اپنے باطن میں حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا اثبات کرے۔ اے طالب جب فضل الٰہی سے تجھ پر حال غلبہ کرے گا تو پھر تجھ کو اپنی وہمی اَنانیت کی نفی کرنے کی ضرورت نہ رہے گی اور تجھ میں سوائے اثبات حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے اور کچھ باقی نہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے طفیل اس مقام کی توفیق بخشے آمین۔

بے الفاظ حروف کلام رکھ ملحوظ بخوب نمط اگر کہو تم میری جان جبکہ غیر نہیں بالذات	چلتے بیٹھے پڑھے مُدام معنے کلمہ پاک فقط اس معنے میں ہو حیران کس کی نفی کیا اثبات

مان لیو اور کرو قبول
غیریت کا وہم نفی
اور کرو ہر دم اثبات
کرو[1] تصوّر یہی مدام
ہووے وہم غیریت گم

یوں فرمایا پاک رسولؐ
کرو یہی ہے شرک خفی
اپنے بیچ خدا کی ذات
سرتا پا ہے یار تمام
باقی تم ہو تم ہو تم!!

در تفسیر حدیث مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ

اَے طالب عرفان بیا!
پہلے اپنا آپ سنجان
تو جانا ئیں جسم صغیر

جے توں عاشق ذات کا!
تا جانے تو حق سبحان
عاجز تے ناچیز حقیر

[1] مطالب رشیدی میں حضرت شاہ باسط علی قلندرؒ فرماتے ہیں ؎

کُن بدیں گونہ تصوّر دمبدم ! ؎ من نیم یار است از سرتا قدم

یعنی ہر وقت یہی تصوّر کر کہ میں نہیں ہوں سر سے پاؤں تک یار ہے [2] جس نے پہچانا اپنے آپکو اُس نے

پہچانا اپنے رب کو۔ ۳۱ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے دیوان میں فرماتے ہیں ؎

وَ تَزْعَمُ اَنَّكَ جِرْمٌ صَغِيْرٌ ٭ وَفِيْكَ انْطَوٰى الْعَالَمُ الْاَكْبَرُ

ترجمہ:۔ اور تو گمان کرتا ہے کہ تو ہی چھوٹا سا جسم ہے حالانکہ بیچ تیرے سمٹا ہے بڑا جہان۔

قال العارفؒ ؎ تو بمعنی جانِ جملہ عالمے ! ٭ ہر دو عالم خود توئی بنگر دمے

یعنی در حقیقت تو سارے عالم کی جان ہے اور دو جہان خود تو ہی ہے اسے دیکھ۔ قال الجامی قدس سرہٗ: رباعیہ: اے نسخۂ نامۂ الٰہی کہ توئی ٭ وے آئینۂ جمالِ شاہی کہ توئی

بیروں ز تو نیست ہر چہ در عالم ہست ٭ از خود بطلب ہر آنچہ خواہی کہ توئی

یعنی اے انسان تو نامۂ الٰہی کا نسخہ ہے اور تو جمالِ خداوندی کا آئینہ ہے۔ عالم کی کوئی چیز تجھ سے باہر نہیں ہے تو جس شئے کا طالب ہے اپنے اندر طلب کر کہ وہ تو ہی ہے۔

تو خود آپے ہوویں نیچ ٭ عالم اکبر تیرے نیچ !

اندر تیرے ذات خدا ٭ اندر تیرے کُل اسماء

اندر انوارات صفات ٭ اندر جُملہ موجودات

اندر قلم الاعلے جان ٭ اندر لوح محفوظ پہچان

اندر کُرسی عرش افلاک ٭ اندر آب و ہوا اور خاک

اندر باغ بہشت بہار ! ٭ اندر دوزخ اندر نار !

اندر کعبہ اندر دَیر
اندر مُوسیٰؑ اندر طُور
اندر انحد باجے تال
اندر بادل کی گھنگور
اندر جگمگ نُور شعاع!
اندر قُرب کمال وِصال
اندر جلوہ ذات صِفات
بیچ زبُور توریت انجیل
فی القرآن[1] مفصّل (کھُلا ہوا) جو

اندر منزل اندر سَیر
اندر جلوہ اندر نُور
اندر بنسری تے گھڑیال
اندر بجے نقارہ زور
اندر ساز سرُود سماع
اندر غوث ولی ابدال
اندر کُلّی انوارات
بیچ قرآن بمعہ تفصیل
فاتحہ اندر مُجمل (اِکٹھا) سو

[1] چنانچہ الکہف والرقیم میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ہے کہ جو کچھ آسمانی کتابوں میں ہے وُہ سب قرآن میں ہے اور جو قرآن میں ہے وہ فاتحہ میں۔ جو فاتحہ میں ہے وہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ میں ہے اور جو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ میں ہے وُہ باءِ میں۔ اور جو باءِ میں ہے وُہ اُس نُقطہ میں درج ہے جو باء کے نیچے ہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول مبارک ہے اَنَا نُقۡطَةُ بَاءِ بِسۡمِ اللّٰہِ یعنی مَیں بِسۡمِ اللّٰہِ کی بے کا نُقطہ ہُوں۔

اور الحمد شریف تمام
بسم اللہ وچہ باء ضرور
باء نقطے موں ہے پنہان
اس کی سُنو حقیقت تم
جو کچھ مجمل ہی فی الذات
اکٹھا — حق سبحانہٗ میں ۱۲

بسم اللہ موں درج غلام
مخفی مبہم اور مستور
پوشیدہ
وہ نقطہ حضرت انسان
اُمّ الاُمْ و اُمُّ الاُمْ!
اصل کی اصل
مثل شجر کے بیچ نوات
گٹھلی

لہ مرآت العارفین میں حضرت امام حسین ابن علی علیہما السّلام فرماتے ہیں فَمَا فِی الذَّاتِ مُنْدَرَجٌ عَلَی الْوَجْہِ الْکُلِّیِّ وَ الْاَجْمَالِیِّ فَھُوَ فِی الْاِنْسَانِ الْکَامِلِ مُنْدَرَجٌ عَلٰی ذٰلِکَ الْوَجْہِ وَمَا فِیْ عِلْمِ الْحَقِّ ظَاہِرٌ عَلَی الْوَجْہِ الْجُزْئِیِّ وَالتَّفْصِیْلِیِّ فَھُوَ فِیْ عِلْمِ الْاِنْسَانِ الْکَامِلِ ظَاہِرٌ عَلَی الْوَجْہِ الْجُزْئِیِّ وَالتَّفْصِیْلِیِّ بَلْ عِلْمُہٗ عِلْمُہٗ وَ ذَاتُہٗ ذَاتُہٗ یعنی جو کچھ ذات حق میں بروجہ کُلّی اور اجمالی مُندرج ہے وہ انسانِ کامل میں بروجہ کُلّی اور اجمالی مندرج ہے اور جو کچھ عِلمِ حق میں بروجہ جُزی اور تفصیلی ظاہر ہے وہی علمِ انسان کامل میں بروجہ جُزی اور تفصیلی ظاہر ہے بلکہ علمِ انسان علمِ حق ہے اور ذاتِ انسان ذاتِ حق ہے۔ اور فرمایا اسی طرح قلم اور رُوح انسان میں اور رُوح اور قلب انسان میں اور عرش اور جسمِ انسان میں اور کُرسی اور نفسِ انسان میں مناسبت ہے اور ہر ایک اُن سے آئینہ ہے واسطے اُس کے جس کا وہ مضاہی ہے۔ پس جو کچھ قلم میں مجمل ہے رُوحِ انسان میں مجمل ہے اور جو کچھ لوح میں مفصّل ہے قلبِ انسان میں مفصّل ہے اور جو کچھ عرش میں مجمل ہے جسمِ انسان میں مجمل ہے اور جو کچھ کُرسی میں مفصّل ہے نفسِ انسان میں مفصّل ہے پس انسان جامع جمیع کتب الٰہیہ اور کونیہ کا ہے۔

سو کچھ مجمل در انسان
اور مفصّل (کھلا ہوا) جو اشیاء
سو کچھ نیز مفصّل (کھلا ہوا) جان
ایسا ہی اے محرم یار
جو مجمل (اکٹھا) در قلم جہان
اندر لوح مفصّل جو!
جس کا اندر عرش اجمال
کرسی اندر جو تفصیل
پس انسان علی الاجمال
نسخہ جامع کل علوم

فَهُوَ الْاٰنَ کَمَا هُوَ کَانَ
پس وہ اب بھی ایسا ہے جیسا کہ پہلے تھا۔
نیچ مقدّم (آگے بڑھا ہوا) علمِ خدا
فِیْ عَیْنِ الْعِلْمِ الْاِنْسَان
کرسی عرش قلم لوح چار!
سو مجمل فی رُوح انسان
دل کے نیچ مفصّل (کھلا ہوا) سو!
سو مجمل (اکٹھا) در جسم کمال!
سو کچھ اندر نفس جمیل
والتفصیل بوجہ کمال!
فَهُوَ الْعَالِمُ وَالْمَعْلُوْم [۱]

دربیان تفسیر الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

۱ پس وہی عالم ہے اور وہی معلوم ہے۔

کہا[1] جنابِ امام حسینؑ
الف الٰہی لام جہان
یہ ہے بیشک ایک کتاب
کر اس کی تفسیر غلام

نورِ نظر سیّد ثقلین
میم محمدؐ سرورِ جان
یا اصحاب اُولُوا الاَلباب (دانا لوگ)
جو فرمایا پاک امامؑ!

[1] دیکھو مرآت العارفین صفحہ ۲۳ وَكَيْفَ يَقُوْلُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۔ اَلْاَلِفُ يُشَارُ بِهٖ اِلَى الْاَحَدِيَّةِ الذَّاتِيَّةِ اَيِ الْحَقِّ مِنْ حَيْثُ هُوَ اَوَّلُ الْاَشْيَاءِ فِيْ اَزَلِ الْاٰزَالِ وَاللَّامُ يُشَارُ بِهٖ اِلَى الْوُجُوْدِ الْمُنْبَسِطِ عَلَى الْاَعْيَانِ فَاِنَّ اللَّامَ لَهٗ قَائِمَةٌ وَهِيَ الْاَلِفُ وَلَهٗ ذَيْلٌ وَهِيَ دَائِرَةُ النُّوْنِ وَالنُّوْنُ عِبَارَةٌ عَنْ دَائِرَةِ الْكَوْنِ فَاتِّصَالُ الْقَائِمَةِ بِالذَّيْلِ دَلِيْلُ انْبِسَاطِ الْوُجُوْدِ عَلَى الْكَوْنِ وَالْمِيْمُ يُشَارُ بِهٖ اِلَى الْكَوْنِ الْجَامِعِ وَهُوَ الْاِنْسَانُ الْكَامِلُ فَالْحَقُّ وَالْعَالَمُ وَالْاِنْسَانُ الْكَامِلُ كِتَابٌ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۔ ترجمہ: اور کیسے فرماتا ہے حق سبحانہٗ وتعالیٰ الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۔ الف سے احدیتِ ذاتیہ یعنی حق کی طرف اشارہ ہے اس حیثیت سے کہ وہ اوّل اشیاء کا ازل الآزال میں ہے اور لام سے اُس وجود کی طرف اشارہ ہے جو اعیان پر منبسط ہے اس لئے کہ لام کا ایک قائمہ ہے وہ الف ہے اور ذیل ہے وہ دائرہ نون کا ہے اور نون سے دائرہ کون مراد ہے، پس قائمہ کا ذیل کے ساتھ متصل ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ وجود کون پر منکشف ہے۔ اور میم سے کون جامع یعنی انسان کامل کیطرف اشارہ ہے پس حق اور عالم اور انسان کامل ایک کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔

حرف[1] الف احدیت ذات (مرتبہ لاتعین) — اوّل از کُل مخلُوقات
فی اَزلِ الآزال پہچان! — یعنی اللہ حق سُبحان!
حرف[2] اللّام ہے کیا موزوں — شکل الف کے نیچے نون
جان الف سے ذاتِ (حق سبحانہٗ) مُراد — نُون بمعنی کَون و فساد!
پس اِتصال الف با نُون — لام نُورانی (عالم خلق ۱۲) حرف درُوں

[1] الف سے احدیت ذات یعنی مرتبۂ ذات بحت کی طرف اِشارہ ہے۔ مرآت العارفین کی شرح میں ہے جاننا چاہیئے کہ مرتبہ ذات بحت میں کوئی اعتبار اور اضافت اور نعت اور صفت وجوبیہ الٰہیہ اور کونیہ امکانیہ ملحوظ اور منظور نہیں ہے۔ نہ یہ کہ یہ تمام وجوہات اور شیونات ذات سے خارج ہیں اور بطون میں اِن کا کوئی ثبوت نہیں ہے بلکہ غلبہ احدیت ذات سے مضمحل ہیں اور اِس طور پر اُس کا عین ہیں کہ اِس مرتبہ میں کوئی اِسم اور نعت اور نسبت اور اضافت ظاہر نہیں ہے۔ اور نہ اِس مرتبہ میں جہتِ حقیّت قِدم اور حدوث اور امکان کا وہم گذر سکتا ہے بلکہ تجرّد اور اِطلاق اور تجرّد از اطلاق سے مُطلق ہونے کو بھی گنجائش نہیں ہے ورنہ وُہ ہی واجب اور قدیم ازلی منعوت بکلّ نعوت اور موصوف بجمیع اوصاف ظاہر ہے اور حق سبحانہٗ پر یہ اوصاف اِس واسطے نہیں بولے جاتے کہ اُس کی کُنہ معلوم نہیں ہے کیونکہ غیر معقول پر کوئی حُکم نہیں کیا جاتا بلکہ حکم بامتناع حُکم نیز مُمتنع ہے کیونکہ یہ حُکم بھی اُس پر اُسوقت کرسکتے ہیں کہ بعض وُجوہ سے اُس کا تصوّر ہو سکے حالانکہ وہ کسی وجہ میں منحصر نہیں ہے [2] یعنی لام سے حق سبحانہٗ کا عالم کی صُورت پر ظاہر ہونا مُراد ہے۔

خاص دلیل ظہور وجود — اُوپر صُورت ہر موجود
میم[1] سے پُوچھو خاص مراد — کوَن الجامع اَے دِلشاد
وُہ کامِل اِنسان یقین — مالک عرش افلاک زمین
پس اللہ عالم اِنسان — یہ ہے ایک کتاب پہچان
اِس مُوں ہر گز شک نہ کو — سوچ سمجھ کر عارِف ہو

در بیان ذِکر

اَے طالب کر یاد خُدا — ذِکر اِلٰہی خُوب کما!
طالب صادِق ہو دِلشاد — مُولا کو کر ہر دم یاد
یاد کیئے بِن حق سُبحان — اَلغَافِلُ[2] کَالکَافِر جان
کر تُو ہر دم ذِکر خُدا — یہ ہے دِل کی خاص غذا

[1] میم سے اِنسان کامل مراد ہے جو کمالات حقی اور خلقی کا جامع ہے سہ
اُدھر اللہ سے واصل اِدھر مخلوق میں شامل ؎ خواص اِس برزخ کُبریٰ میں ہے حرفِ مُشدّد کا
[2] غافل مثل کافر ہے۔

اسمِ الاعظم اللہ پاک [١]
قول الٰہی سمجھو تم!
کہے اگر یک بار یقین!
ستّر بار کہے لبّیک
گوشے اندر بیٹھ فقیر [٣]
اُس کو یاد کرے تنہا!
مجلس اندر جو انسان

زہر خودی کا ہے تریاک (دوائے زہر)
فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ [٢]
یَا اَللّٰہُ صاحبِ دین
اَللّٰہ یَا عَبْدِیْ سَعْدَیْکَ [٤]
یاد کرے جو ذات قدیر
اندر خلوت خاص خدا
یاد کرے گر حق سبحان!

[١] اسمِ الاعظم آہ اصطلاحات الصوفیہ میں حضرت عبدالرزاق کاشانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اسم اعظم تمام اسماء کا جامع ہے اور وہ اللہ ہے اسلئے کہ وہ اسمِ ذات ہے جو تمام صفات کے ساتھ موصوف ہے یعنی جمیع اسماء کے ساتھ مُسمّٰی ہے اسی لئے حضرت الٰہیہ کا اطلاق حضرت ذات مع جمیع الاسماء پر کرتے ہیں۔ [٢] پس یاد کرو تم مجھ کو یاد کروں گا میں تم کو۔ [٣] حدیث قدسی میں آیا ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِیْ فَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَكَرْتُهٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْهُمْ۔ یعنی میں اپنے بندہ کے گمان کے نزدیک ہوں۔ اور میں اُسکے ساتھ ہوں جب وُہ میری یاد کرے۔ جب وُہ مجھے اپنے جی میں یاد کرتا ہے تو میں اُسے اپنے جی میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وُہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اُسے اعلیٰ مجلس (ملائکہ) میں یاد کرتا ہوں۔

[٤] : لبیک یا عبدی وسعدیک یعنی اُے میرے بندے میں حاضر ہوں۔

اُس کو کرے خدا ہو شاد — بیچ مَلاءُ الاَعلیٰ یاد!
(عالم علوی کے فرشتے)

اَے عاشق کر ذِکر وَدُود — اَنَا[1] جَلِیسُ حق فرمُود

وَاذْکُرِ[2] اسْمَ رَبِّکَ جان — تا ہووے تُو اہلِ عرفان

دَم دَم تُوں یُوں ساتھ مُدام — اللہ اللہ کہو غلام

سُن اے دِلبر محرم یار — عارف کامل کی گُفتار

اَللہ اَللہ ایسا کہہ — اَللہ رہے تے تُوں نہ رہ

یہ ہے خاص مقام عجیب — جانے جو کوئی اہل نصیب

ذاکر ہووے آپ فنا — اِس منزل موں ذِکر کُجا

کہا محمد ﷺ پاک رسول — مَنْ[3] عَرَفَ اللہ لَا یَقُول

---

[1] اَنَا جَلِیسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ یعنی میں اُس کا ہمنشین ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے [2] یعنی یاد کیا کرو اپنے رَبّ کو جب اپنے تئیں بھولا کرو۔ شیخ اکبر قدس سرہٗ اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ الَّذِیْ هُوَ اَنْتَ اَیْ عَرِفْ نَفْسَکَ وَاذْکُرْهَا وَلَا تَنْسَاهَا نینسالک اللہ۔ ترجمہ: اور اپنے رَبّ کے نام کو یاد کرو جو کہ تُم ہی ہو یعنی اپنی ذات کو پہچانو اور اُس کو یاد کرو اور بھلاؤ نہیں ورنہ تم کو اللہ بھلا دیگا۔ [3] مَنْ عَرَفَ اللہُ لَا یَقُولُ اللہ وَمَنْ یَّقُولُ اللہُ مَا عَرَفَ اللہُ یعنی جس نے اللہ کو پہچانا وُہ اللہ نہیں کہتا اور جو اللہ کہتا ہے اُس نے اللہ کو نہیں پہچانا (از مکتوب خواجہ معین الدین اجمیریؒ)۔

مَنْ یَّقُوْلُ اللہ نیز — مَا عَرَفَ اللہ جان عزیز

جب وہ نامی ملے غلام — کیا حاجت ہے لینا نام

اِس منزل کے بیچ ضرور — ذاکر ہووے خود مذکور

تا خود حضرت حق سُبحان — اُس بندے کی ساتھ زبان

اپنا ذِکر کرے خود آپ — اپنا آپ کرے خود جاپ

فَهُوَ[۱] الذَّاکِرُ وَالْمَذْکُوْر — وَهُوَ الشَّاکِرُ وَالْمَشْکُوْر

دربیانِ معرفت

طالب صادِق شُکر گذار — بیچ بغل ہے دِلبر یار!

فِیْ اَنْفُسِکُمْ[۲] سوچ ذرا — اندر تیرے ذات خُدا

نہ اندر نہ باہر جان — عین سراپا حق سُبحان

[۱] پس وُہی ذاکر ہے اور وُہی مذکور ہے اور وُہی شاکر ہے اور وہی مشکور ہے۔ [۲] وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ یعنی اور بیچ تمہارے نفسوں کے آیا پس نہیں دیکھتے ہو تم۔

مَنْ عَرَفَ[۱] کا حرف پکا
اپنا آپ پہچان عزیز
قَالَ العَارِفُ[۲] اہلِ صفا
(عارف صاحب صفائی نے کہا ہے ۱۲)
چھوڑ مقیّد ہو مطلق (بے قید)
اَلْمَعْرِفَۃُ[۳] مَعْرِفَتَانِ!
ساتھ دلائل مخلوقات
نورِ شمع[۴] (چراغ) کے ساتھ یقین
لیکن یہ ہے عام تمام
یعنی جس دم مردِ فقیر

※ ۴ تُو ہی ہادی ہے تُو ہی حق ہے۔

تا تُو جانے ذاتِ خدا
مَیں تُو کی کر دُور تمیز
اَنَا هُوَ وَهُوَ اَنَا!
اَنْتَ الْهَادِیْ[۴] اَنْتَ الْحَقّ
اوّل استدلالی جان
ثابت کریں وجودُ الذّات (یعنی حق سبحانہٗ)
جاہل ڈھونڈیں شمسِ (سورج) مبین (روشن)
ثانی کا وجدانی نام
ساتھ محبّت کامل پیر!

۱ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ (الحدیث) یعنی جس نے پہچانا اپنے نفس کو اُس نے پہچانا اپنے رب کو۔ ۲ عارف صاحب صفائی نے کہا ہے مَیں وہ ہوں اور وہ مَیں ہوں ※ ۳ معرفت دو قسم پر ہے ایک معرفت استدلالی دوم معرفت وجدانی۔ ان ہر دو معرفت کی زیادہ تحقیق کیلئے رسالہ علمِ حقیقت مصنّفہ حضرت سید محمّد کالپوری رحمۃ اللہ علیہ اور مکتوب حضرت عبد الرزاق صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ مندرجہ مرآۃ الوحدۃ کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ ۴ چنانچہ گلشنِ راز میں ہے ؎

زہے ناداں کہ اُو خورشید تاباں! ٭ بنورِ شمع جوید در بیابان ٭

کرے تصوّر شیخ مدام
پاس انفاس نفی اثبات (ذکر خفی ۱۲ — ذکر جلی ۱۲)
ساتھ عبادت با اخلاص
سالک ہووے محو فنا (گم ہونا)
علم الٰہی ساتھ فقیر
حاصل اس کا جان فصیح (خوش بیان)
یعنی ہے خود مطلق ذات
ہر ہر صورت نور وجود (ذات حق ۱۲)
قالَ اللہُ فِی القرآن![۲]
ہے مُتجلّی ہر ہر سُو!
سرّ عرفان ہوا مکشوف!

دن اور رات صبح اور شام
کرے بمعنی ہر دن رات
یا خود ہووے رحمت خاص
اندر ذات صفات خُدا
جانے واحد ذات قدیر
کشف صریح وجدان صحیح (ظاہر ۱۲ — پانا ۱۲ — درست)
مُتجلّی[۱] فِی المُوجُودات
خود موجود ہے خود مشہود
کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِی شَاْن
شاہد[۳] لَا ھُوَ اِلَّا ھُوْ! (معشوق ۱۲)
فَھُوَ[۴] العَارِفُ وَالمَعْرُوف

۱ موجودات میں ظاہر ہے ۲ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کہ وہ ہر دن نئی شان میں ہے ۳ نہیں ہے وہ مگر وہی۔ انفاس العارفین میں ہے کہ لَا ھُوَ اِلَّا ھُوَ ذکر لاہوتی ہے ۴ پس وہی عارف ہے اور وہی معروف ہے۔

در بیانِ قُرب

اللہ واحد لاشریک
شہ رگ سے بھی ہے نزدیک

نَحْنُ اَقْرَبُ[1] کا فرمان
سوچ ذرا اے دلبر جان

ذَاتُ اللہِ اَقْرَبُ نیستر[2] الحدیث
مِنْ جَسَدِ الْاِنْسَان عزیز!

تُجھ سے ہے نزدیک خُدا
تُو خود ہووے آپ جُدا

قُربِ[3] الٰہی دو اقسام!
اوّل قُرب نوافل نام

[1] نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ یعنی ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں [2] اللہ تعالیٰ کی ذات جسم انسان سے بھی نزدیک ہے [3] تحفہ مرسلہ شریف میں ہے کہ قُرب دو قسم ہے ایک قُربِ نوافل دُوسرا قُربِ فرائض لیکن قربِ نوافل وُہ صفات بشری کا زوال اور اللہ تعالیٰ کی صفات کا ظہور ہے اس طرح کہ وُہ اللہ تعالیٰ کے حُکم سے زندہ کرے اور مارے اور سُنے اور دیکھے تمام جسم سے نہ کہ صرف کان اور آنکھوں سے اور اسی طرح تمام صفات ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں بندے کی صفات کے فنا ہونے کا یہی معنیٰ ہے اور یہ نوافل کا ثمرہ ہے۔ اور قُربِ فرائض یہ ہے کہ بندہ بالکلیہ تمام موجودات کے شعُور سے حتیٰ کہ اپنے آپ کے شعور سے بھی فنا ہو جائے اس حد تک کہ اُسکی نظر میں سوائے وجودِ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے اور کچھ باقی نہ رہے بندے کے اللہ تعالیٰ میں فنا ہونے کے یہی معنیٰ ہیں اور یہ فرائض کا نتیجہ ہے

ساتھ نوافل جب درویش | با اخلاص محبت خویش
پاوے نعمت قُربِ حبیب | ہووے اُس کو ذوق نصیب
سمع بصر و ہاتھ زبان | اُس کا ہووے حق سُبحان
ہوں اُس کے اوصاف فنا | بیچ صفات قدیم خُدا
حق سے دیکھے سُنے تمام | اور اُسی سے بطش (پکڑنا) کلام
بِیْ یَسْمَعُ بِیْ یَبْصُرُ[1] جان | بِیْ یَبْطِشُ بِیْ یَنْطِقُ مان

[1] بُخاری شریف میں بروایت ابی ہریرہؓ یہ حدیث قدسی موجود ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم یقول اللہ تعالیٰ لَا یَزَالُ الْعَبْدُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یَبْصُرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَلِسَانَہُ الَّذِیْ یَنْطِقُ بِہٖ وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا فَبِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یَبْصُرُ وَبِیْ یَبْطِشُ وَبِیْ یَنْطِقُ وَبِیْ یَمْشِیْ ترجمہ: یعنی فرمایا رسولِ خُدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمیشہ میرا بندہ مجھ سے نزدیکی چاہتا ہے بذریعہ نوافل کے یہاں تک کہ میں اُس سے محبّت کرتا ہُوں اور جب مَیں اُس سے محبّت کرتا ہُوں تو مَیں اُسکے کان ہو جاتا ہُوں جس سے وُہ سُنتا ہے اور اُسکی آنکھیں جن سے وُہ دیکھتا ہے اور اُسکے ہاتھ جس سے وُہ پکڑتا ہے اور اُسکی زبان جس سے وُہ بولتا ہے اور اُسکے پاؤں جس سے وُہ چلتا ہے پس وُہ میرے ہی ساتھ سُنتا ہے اور میرے ہی ساتھ دیکھتا ہے اور میرے ہی ساتھ پکڑتا ہے اور میرے ہی ساتھ بولتا ہے اور میرے ہی ساتھ چلتا ہے۔

نیز اِس منزل موں انسان
فاعل بندہ آلت ربّ
ثانی قُرب فرائض جان
عارف ہووے محض فنا
اِنَّ اللہَ یَنطِقُ جان![۱]
کوئی کیا جانے یَالَیتَ (اے کاش کے)
فعل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فعلِ خُدا
آلت بندہ فاعل حق
گر تُو چاہے قُرب جوان

مُحیِی (زندہ کرنیوالا ۱۲) اور مُمیت (مارنے والا ۱۲) پہچان
آپ مُسبّب (سبب بنانیوالا ۱۲) آپ سبب
درجہ خاص الخاص پہچان
اندر مُطلق ذات خُدا!
عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ (رض) فرمان
مَا رَمَیتَ اِذْ رَمَیتَ (حدیث)[۲]
لٰکِنَّ اللہَ رَمٰی[۳]
ھُوَ الْمُقَیَّدُ وَالْمُطلَق[۴]
اَوْ اَدنٰی کی رمز پہچان

۱ تحقیق خُدا عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مُبارک پر بولتا ہے ۲ نہیں پھینکی تُو نے خاک جب تُو نے پھینکی مگر اللہ نے پھینکی ۳ وُہی مُقیّد اور مُطلق ہے ۴ فَکَانَ قَابَ قَوسَینِ اَو اَدنٰی یعنی پس تھا قدر دونوں کمانوں کا یا زیادہ نزدیک شیخ اکبر رضی اللہ عنہ قولہٗ تعالیٰ فَکَانَ قَابَ قَوسَینِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں اَی کَانَ عَلَیہِ السَّلَامُ مِقدَارَ دَائِرَۃِ الوُجُودِ الشَّامِلَۃِ لِلکُلِّ المُنقَسِمَۃِ بِخَطٍّ مَوہُومٍ اِلٰی قَوسَینِ بِاعتِبَارِ الحَقِّ وَالخَلقِ یعنی تھے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مقدار دائرۂ وجود کے جو کُل کو شامل ہے اور خطِ موہوم کے ساتھ حق اور خلق کے دو قوسوں پر منقسم ہے اور فتوحاتِ مکیّہ

کے باب ۲۷۴ میں فرمایا کہ قولہٗ تعالیٰ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ تقریب صُوری کی طرف اشارہ ہے اور اِسے آیات واحادیث سے ثابت کیا ہے اور فرمایا کہ دو قوس دائرہ سے سوائے خطِ مُتوہم کے ظاہر نہیں ہوئے۔ اور مُتوہم کا کوئی وُجود نہیں ہے اور تحقیق دائرہ دو قوسوں پر منقسم ہے پس ہُویّت عینِ دائرہ ہے جو سوائے عین دو قوسوں (حق اور خَلق) کے نہیں ہے۔ پس ہویت کی حیثیت سے ایک قوس (حقّی) دُوسرے قوس (خَلقی) کا عین ہے اور تو خطِ قاسم متوہم ہے پس عالم حق کے پہلو میں متوہم الوُجود ہے نہ موجُود۔ پس نہیں ہے موجود اور وُجود مگر عین حق اور قولہٗ تعالیٰ اَوْ اَدْنیٰ کا یہی مطلب ہے۔ پس اَدْنیٰ اُس خطِ متوہم کا دُور ہونا ہے۔ پس جب وہم رفع ہوگیا تو سِواتے دائرہ (ہویت) کے کچھ باقی نہ رہا۔ پس جو اپنے رَب سے اِس طرح قریب ہُوا ہے جیسے خطِ قاسم دائرہ کیلئے ہے اور پھر اپنے آپ کو درمیان سے اُٹھایا تو کوئی نہیں جانتا جو اُسے علم باللہ سے حاصِل ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاَوْحیٰ اِلیٰ عَبْدِہٖ مَآ اَوْحیٰ یعنی سو اُس نے اپنے بندے کی طرف وحی بھیجی جو بھیجی۔

نہ نزدیک نہ دُور خُدا نہ اندر نہ باھر وار	نہ واصل نہ محض جُدا عَین سَراپا دِلبر یار

سرتاقدم — حق سبحانہٗ

در بیان معیّت

منجُملہ اسرارِ خُدا جان یقین معیّت ذات	ایک معیّت بااشیاء ساتھ خلائق موجُودات

ساتھ ہونا — موجودات

وَهُوَ مَعَكُمْ[1] حق فرمود
اُس بِن ہر شے محض فنا!
اِنَّ اللہَ مَعَنَا[2] گو!
جان معیّت دو اقسام
عِلمی یعنی عِلم بسیط (فراخ)
عِلم اَحد سے ذرّہ نیز
یہ معیّت عِلمی جان
ذاتی[4] خاص معیّت اور
یعنی ہے خود ذات وجود (حق سبحانہٗ ۱۲)
ظاہر باطن ذات خُدا
نہیں معیّت ذات لطیف

عین سبھی کا نُور وجُود (حق سبحانہٗ ۱۲)
باقی واحد ذات خُدا
اِنَّ اللہَ مَعَكُمْ[3] ہو
عِلمی ذاتی اُن کے نام
کُل عالَم کو جان مُحیط (احاطہ کرنیوالا)
ہرگز باہر نہیں عزیز
جس کو عالِم کریں بیان
اِس کا بُوجھ نِرالا طَور
ساتھ اُسی کے کُل موجُود (موجودات ۱۲)
غیر ہے اُس کا محض فنا!
مثل معیّت جسم کثیف

[1] وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ اور وُہ تمہارے ساتھ ہے جس جگہ تم ہو [2] تحقیق خدا ہمارے ساتھ ہے [3] تحقیق خدا تمہارے ساتھ ہے [4] دیکھو مکتوبات حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری علیہ الرحمۃ مکتوب سوم در معیّت حق سبحانہٗ و تعالےٰ ٭

نہ جوہر با جوہر جان (جو شئے بذات خود قائم ہے) بلکہ مثل معیّت جان (رُوح ۱۲) نہ رُوح اندر جسم نہان! (پوشیدہ) بُوجھ معیّت ذات قدیم (حق سبحانہ ۱۲) ہر شئے کا ہے عین خدا[1]	نہ ہی عرض بعرض پہچان (جس کا قیام جوہر کے ساتھ ہے) غیر حلول مع الاَبدان (سوائے حلول کے جسموں کے ساتھ) نہ قالب سے باہر جان (جسم) (روح) بے تقریب بلا تجسیم! (نزدیک کرنا) (معیت جسمانی) یہ ہے مذہب کُل فقراء

دربیان عینیّت

ذات مُعلّے[2] حق سُبحان	ہر شئے بیچ کیا سَریان (سرایت کرنا ۱۲)

[1] جیسا کہ شیخ الاکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سُبحَانَ مَنْ خَلَقَ الْاَشْیَاءَ وَھُوَ عَیْنُھَا یعنی پاک ہے وُہ ذات جس نے پیدا کیا اشیاء کو اور وُہ اُن کا عین ہے [2] فصُوص الحکم میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لَوْ لَا سَرَیَانُ الْحَقِّ فِی الْمَوْجُوْدَاتِ بِالصُّوْرَتِ مَا کَانَ لِلْعَالَمِ وُجُوْدٌ اگر وُجودِ حق کا سَریان مُوجُودات میں بظاہر نہ ہوتا تو عالم کیلئے وُجود نہ ہوتا۔ (فص آدم علیہ السّلام) اور لوآئح جامیؒ میں ہے۔ رُباعیہ

اَے ذاتِ تو در ذواتِ اعیان ساری ؛ اَوصافِ تُو در صفاتِ شان متواری!
وصفِ تو چو ذاتِ مُطلق است امانیست ؛ در ضمنِ مظاہر از تقیّد عاری!

ترجمہ: الٰہی تیری ذات موجُودات کی ذاتوں میں سرایت کرنیوالی ہے اور تیری صفتیں انکی صفتوں میں پوشیدہ

ہیں۔ ذات مُطلق تیرا وصف ہے لیکن تُو مظاہر میں تقییدّ سے عاری نہیں ہے۔ واضح ہو کہ سَریان سے مُراد سَریان حال کا محل میں نہیں ہے جیسا کہ ناواقف لوگ گمان کرتے ہیں بلکہ سَریان سے مُراد مُطلق کا سَریان مقیدّات کی صُورتوں میں ہے جو کہ ظرفیّت کو نہیں چاہتا۔

بیچ حقیقت ذات ہی ذات	ساتھ تعیّن موجُودات
مِنْ وَجْہٍ[1] کُل عین خدا	مِنْ وَجْہٍ سبھ غیر سوا
آپ ہی غیر اور آپ ہی عین	ذات ہے[2] مَجْمَعُ الْبَحْرَیْن
غیر اعتباری اندر[3] حادِث جان	بیچ قدیم قدیم پہچان
در حضرت اَحدیت ذات	ذات ہے بیشک عین صفات
ہر صُورت سَریان وجود	عَین خُدا ہے کُل موجُود
بعد ازاں پس غیر حُجبا	فَہُوَ[4] الْاَسْفَلُ (پست تر) وَالْاَعْلیٰ (برتر)

[1] لمعات عراقی میں ہے ؎ حقیقت ہمہ چیز آمد یکے ٭ تو اندر مراتب بکن فرق ہا
نظر بر حقیقت ہمہ عین ہست ٭ نظر بر تعیّن ہمہ غیر ہا
وقال الجامی قدس سرہٗ ؎ از رُوئے تعیّن ہمہ غیر اند نہ عین ٭ وز رُوئے حقیقت ہمہ عین اند نہ غیر
[2] یعنی بحر وجوب اور بحر امکان ہر دو کی ذات حق جامع ہے [3] چنانچہ مُبشّرات میں حضرت صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بعض عارفین کو فرمایا ہے اَلْوُجُوْدُ فِی الْقَدِیْمِ قَدِیْمٌ وَفِی الْحَادِثِ حَادِثٌ یعنی وجود قدیم میں قدیم ہے اور حادث میں حادث ہے [4] یعنی باعتبار سَریان موجُودات کی صورتوں میں ظاہر ہے اور باعتبار اطلاق سب سے بلند اور پاک ہے۔

عالَم برف حقیقت آب
معنیٰ ذات حُروف جہان
عالَم فرع ہے اصل خُدا
[3] عالَم کُل اعراض پہچان
[4] جوہر عرض اصُول فرُوع (جمع عرض ۱۲)
مُتکلّم نہ ہو ناراض!
[5] عالَم ظاہر حق پہچان (اے متکلم)

عالَم عین خُدا دریاب!
[1] وَالْمَعنیٰ ھُوَاللّٰہ جان
[2] اللّٰہ کُل جہان اَجزاء (ہوالکل)
جوہر ہے خود حق سُبحان (وقائم بذاتہ ۱۲)
کُل کا حق کیطرف رجُوع
فَھُوَ الْجَوْھَرُ وَالْاَعْرَاض (پس وہی جوہر ہے اور وہی اعراض ہے۔)
اللّٰہ باطن عالَم جان!

[1] اور معنیٰ وہی اللّٰہ ہے [2] حضرت جامی علیہ الرحمۃ لوائح میں فرماتے ہیں ؎

تُو جزوی حق کُل است گر روزے چند ٭ اندیشۂ کُل پیشہ کُنی کُل باشی

یعنی تُو جزء ہے اور اللّٰہ کُل ہے اگر چند روز تُو کُل کا تصوّر کرے تو کُل ہو جائیگا۔ [3] یعنی اشیائے عالم کیا جواہر اور کیا اعراض سب بمنزلہ اعراض کے ہیں جو ذات حق سے قائم ہیں۔ تحفہ مُرسلہ شریف میں ہے اِنَّ الْعَالَمَ بِجَمِیْعِ اَجْزَائِہٖ اَعْرَاضٌ وَالْمَعْرُوْضُ ھُوَالْوُجُوْدُ یعنی تحقیق عالم اپنے تمام اجزاء کے ساتھ اعراض ہے اور وجود معرُوض ہے [4] کسی عارف نے کیا عمدہ فرمایا ہے ؎

حق جانِ جہانست و جہاں جُملہ بدن ٭ ارواح و ملائک چو حواس آں تن
افلاک عناصر و موالید اعضاء ٭ توحید ہمیں ست دِگر شیوہ و فن

۵ چنانچہ لوائح جامی علیہ الرحمۃ کے لائحہ بست وپنجم میں ہے پس عالم ظاہر حق است وحق باطن عالم عالم پیش از ظہور عینِ حق بود وحق بعد از ظہور عینِ عالم۔ فی الحقیقۃ یک حقیقت است وظہور وبطون واولیّت وآخریت از نسب واعتباراتِ اوینہ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ۔

عالم قبل ظہور خدا — اللہ بعد ظہور اشیاء
خود فرمایا سرورِ دین — [۱] لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ یقین!
اِنَّ الدَّهْرَ هُوَ اللہ نیز! — عالم ہے خود ذات عزیز
بے شک عالم عین خدا — اور خدا ہے عین اشیاء
[۲] فَهُوَ الْخَالِقُ وَالْمَخْلُوْق — وَهُوَ الْعَاشِقُ وَالْمَعْشُوْق

دربیانِ حُسن

حُسن [۳] آلٰہی ہے لاریب — شاہد (معشوق) خلوت خانہ غیب (گنج مخفی ۱۲)

۱ یعنی زمانے کو بُرا مت کہو تحقیق زمانہ وہی خدا ہے۔ ۲ پس وُہی خالق ہے وُہی مخلوق ہے اور وُہی عاشق ہے اور معشوق ہے چنانچہ شیخ الاکبر قدس سرہٗ بدیع السمٰوٰت والارض کی تفسیر میں فرماتے ہیں فَهِیَ بِاِعْتِبَارِ تَعَیُّنَاتِهَا خَلْقٌ وَبِاِعْتِبَارِ حَقِیْقَتِهَا حَقٌّ یعنی ذات آلٰہی تعیّنات کے اعتبار سے خلق ہے اور حقیقت کے اعتبار سے حق ہے۔ ۳ اصطلاحات صوفیہ میں حُسن جمعیّت کمالات کو کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جمالِ مُطلق باعتبار بطونِ ذاتی حجلۂ غیب کا شاہد ہے۔

حُسن[۱] ہے جلوہ نُورِ خُدا
کُنت[۲] کنزاً والا یار
(یار: معشوق ازلی ۱۲)
اِنَّ[۳] اللہ جَمِیلٌ خُوب
مُصحف[۴] صُورت پاک شریف
(مصحف: قرآن مجید ۱۲)
قامت[۵] مثل الف بالا
(قامت: قد بالا ۱۲ — بالا: بلند ۱۲)
شیریں دہن مُدوّر میم
(شیریں: میٹھا ۱۲ — دہن: منہ ۱۲ — مدوّر: گول ۱۲)

حُسن ہے خاص ظہورِ خُدا
آیا کر کے خُوب سنگار
ہے بر صُورت ہر محبُوب
جس کا معنیٰ ذات لطیف
(ذات لطیف: حق سبحانہٗ ۱۲)
طُرّہ لام جمال افزا
(طرّہ: زلف ۱۲ — جمال: حُسن — افزا: بڑھانیوالا)
ہر دو گوش مُبارک جیم
(گوش: کان)

---

[۱] یعنی حُسن مقیّد نورِ حق کا جلوہ اور اُس کا خاص ظہور ہے [۲] یعنی کُنتُ کَنزاً مَخفِیاً (تھا میں خزانہ پوشیدہ) کا جمیلِ مُطلق حُسن مقیّد کے لباس میں ظاہر ہے [۳] اِنَّ اللّٰہَ جَمِیلٌ وَّ یُحِبُّ الجَمَالَ یعنی اللہ صاحب جمال ہے اور حُسن کو پسند رکھتا ہے اسی لئے مظاہر جمیلہ میں جلوہ فرما ہے ؎

جمالِ اوست ہر جا جلوہ کردہ ٭ ز معشوقانِ عالم بستہ پردہ

[۴] چنانچہ مثنوی شریف دفتر اوّل میں حضرت مولوی معنوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

پرتوِ حق است آں معشوق نیست ٭ خالق است آں گوئیا مخلوق نیست

یعنی معشوق خدا کا پرتو ہے اور خالق ہے گویا مخلوق نہیں ہے اور مولانا جامی قدس سرہٗ زلیخا میں فرماتے ہیں

چوں آں بیچون درچوں کرد آرام ٭ پے رو پوش کردہ یوسفش نام !

یعنی جب وہ بے صُورت صُورت میں ظاہر ہوا تو پردہ پوشی کیلئے یوسف نام رکھا یا [۵] یعنی محبوب کا قد الف کیطرح بلند ہے اور اُس کی زُلف لام کی طرح حُسن کو بڑھانے والی ہے ٭

چشماں[۱] صاد دو ابرو نون
بھنواں ۱۲

چہرہ سورۂ شمس مبین!
روشن سورۃ الشمس

ماہ جبین سراسر نور
چاند پیشانی ۱۲ سر بسر تمام ۱۲ سورۂ نور ۱۲

لب کوثر یا آب حیات
سورۂ کوثر ۱۲ امرت

سیب زنخداں ثمر نعیم!
ٹھوڑی میوہ نعمت

رخ انور پر مشکیں خال
سیاہ مشک آلودہ ۱۲ تل ۱۲

ابرو قوس مژہ ہے تیر!
بھوں ۱۲ کمان ۱۲ پلک

ناز و کرشمہ سحر و فسوں
ناز جادو ۱۲ منتر ۱۲

شوخ نگاہیں غاصب دین
بے باک ۱۲ جبر چھین لینے والا ۱۲

بینی بین الف موزوں
ناک درمیان دو چشم خوبصورت

گوہر دنداں ہے یٰسین!
موتی ۱۲ دانت ۱۲ سورۂ یٰسین

رشک تجلیٰ غیرت طور
جلاپا ۱۲ رشک نام پہاڑی

شیریں تر از قند نبات
شکر مصری

خاص لطافت سے دو نیم
نازکی دو حصے

آیا بیچ بہشت بلالؓ
باغ

کاکل حلقہ زلف زنجیر
زلف پھندا

غمزہ جادو عشوہ خون
آنکھ سے اشارہ کرنا ۱۲ ناز و انداز ۱۲ مار ڈالنا ۱۲

غارت گر ایمان و یقین
لٹیرا ۱۲

[۱] حضرت ابو سعید ابو الخیرؒ رباعیات میں فرماتے ہیں ؎

مابین دو عین یار از نون تا میم! ٭ بینی الفے کشیدہ بر صفحہ میم!!
نے نے غلطم کہ از کمال اعجاز! ٭ انگشت نبیؐ است کردہ مہ را بدو نیم

یعنی یار کی دو آنکھوں کے درمیان نون سے میم یعنی ابرو سے دہن تک ناک چاندی کے صفحہ پر الف کی طرح کھینچا ہوا ہے نہیں نہیں بلکہ کمال اعجاز سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگشت مبارک نے چاند کو دو ٹکڑے کیا ہوا ہے۔

گردن[1] خوب صراحی مے (شراب ۱۲)
سینہ صاف منوّر (روشن ۱۲) پاک
ساعد (بازو ۱۲) سیمیں (چاندی ۱۲) زینت دار (خوبصورت ۱۲)
ساق (پنڈلی ۱۲) ستون (تھم) عجیب کمال
نقش قدم پر ہیں قربان
یہ صورت ہے صورت حق[3]
(اِنّ اللّٰہ خلق آدم علیٰ صورتہٖ)

خادم قیصر (لقب شاہانِ روم ۱۲) کسریٰ (لقب شاہانِ ایران بادشاہ عظیم) کے
جس کی خاطر دل غمناک
پنجہ[2] اسم الاعظم (اللہ) وار (مانند)
خاطر خاص محل جمال (حسن ۱۲)
حور ملائک جن انسان
عین مقیّد ہے مطلق (بے قید ۱۲)

۱ یعنی محبوب کی گردن شراب کی صراحی کی مانند ہے جس کے غلام قیصر اور کسریٰ جیسے بادشاہ ہیں ۲ محبوب کا پنجہ اسم اللہ کیطرح ہے چنانچہ دستِ راست کی خنصر الف اور بنصر لام اوّل اور انگشتِ میانہ لام ثانی اور انگشت شہادت وانگشتِ نر ہر دو مل کر ہائے ھوز ہے اور بالعکس بھی اِسی طرح اسم اللہ بنتا ہے بلکہ چہرہ پاک بھی اِسم ذات کی صورت پر ہے چنانچہ کان الف اور نصف حصّہ داہنا رخسارہ بالائی اور داہنی کنپٹی اور نصف حصّہ پیشانی تاریخ بینی لام اوّل اور سر بینی اور نصف حصّہ پیشانی اور بائیں کنپٹی تا نصف حصّہ رخسارہ بایاں لام ثانی اور حلقۂ گوش چپ ہائے ھوز و بالعکس فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ ۳ لوائح میں حضرت جامی قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

برشکلِ بتاں رہزنِ عشّاق حق است ۞ لابلکہ عیاں در ہمہ آفاق حق است
چیزے کہ بود زروئے تقیید جہاں ۞ باللہ کہ ہماں بہ وجہ اطلاق حق است

یعنی حسینوں کیصورت میں حق سبحانہٗ عاشقوں کا لٹیرا ہے نہیں بلکہ تمام عالم میں حق ظاہر ہے۔ جو تقیّد کی رُو سے عالم ہے خدا کی قسم وہی اطلاق کی وجہ سے حق ہے۔

صُورت کیا ہے جانِ جہان	ظاہر باطن حق کی شان
جو[1] کوئی دیکھے شان خدا	اِسموں کیا ہے عیب و خطا
خواہش کا ہے جو مغلوب	خود مردود ہے اور مغضوب
جس نے[2] دیکھی صنعت (کاریگری) ذات	اُس پر رحمت اور برکات
صُورت[3] زیبا (آراستہ) دِلبر یار	ہے آئینہ (شیشہ ۱۲) ذات غفار (حق سبحانہٗ ۱۲)

[1] بلکہ مطلع الانوار میں حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

آنکہ زِ حق پاکی چشمش عطاست ! ؎ منع ز رُخسارِ بتانش خطاست

یعنی جس کو آنکھ کی پاکی جناب الٰہی سے عطا ہُوئی ہے اُسے معشوق کا چہرہ دیکھنے سے منع کرنا خطا ہے۔ شیخ واحدی فرماتے ہیں ؎

پیرِ ما راز فراست نظری کامل بود ؎ کہ مرا توبہ نہ از دیدنِ خُوباں دادست

یعنی میرے پیر کی نظرِ فراست کامل تھی کہ مجھے حسینوں کے دیکھنے سے منع نہیں فرمایا [2] حضرت امیر خسرو دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎ گر نبود دیدۂ شہوت گرائی ؎ چیست بہ از دیدنِ صنع خدائی

یعنی اگر شہوت کی آنکھ سے حسینوں کو نہ دیکھے تو صنعت الٰہی کے نظارہ کرنے سے بہتر اور کیا چیز ہے [3] تحفۃ الاحرار میں حضرت جامی قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

جلوہ حُسن تو در افزونی است ! آئینہ چُونی و بے چُونی است

صُورتِ چُونی شُدہ در وے عیاں معنیِ بیچوں شدہ در وے نہاں

ترجمہ: اے محبوب تیرے حسن کا جلوہ ترقی میں ہے اور چونی اور بیچونی کا آئینہ ہے صورت چونی اُس میں ظاہر ہے اور معنی بیچون کا اُس میں پوشیدہ ہے ÷

بیشک ہے یہ صورت ذات (حق تعالیٰ) — خاطر عارف کا لمرآت (مثل آئینہ)
ظاہر اسموں جلوہ نور — فہو (۱) النّاظِرُ وَالمنظور

دربیانِ عشق

عشق ہے اللہ عشق رسول (۲) — عشق ہے مایہ عشق ہے مول
(العشق ہو الذات) عشق ہے خاص تجلی ذات — عشق ہے عین (پونجی) اسماء وصفات
عشق ہے واجب (۳) عشق قدیم — عشق ہے اعلیٰ (بہت بلند) عشق عظیم (بڑا بزرگ)!
عشق ہے علم اور عشق ہے عین (جو ہمیشہ سے ہو) (مرتبۂ اعیان ثابتہ) — عشق ہے مجمع البحرین (۴)

۱ پس وہی دیکھنے والا ہے اور وہی دیکھا گیا ہے ۲ عارفین کا قول ہے العشق ھو الذات یعنی عشق ہی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے ۔ گر حق طلبی رو برہ عشق نظامی ÷ العشق ھو اللہ ھو اللہ ھو اللہ
۳ واجب وہ ہے جو اپنے وجود اور بقا میں محتاج دوسرے کا نہ ہو ۔ خدائے تعالیٰ ۔ ۴ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ یعنی صور علمیہ اور اعیان خارجیہ کے جمع ہونے کا مقام ہے ÷

عشق ہے پیدا، عشق نہاں
عشق ہے جادو، عشق فسوں (منتر)
عشق ہی روگ ہے، عشق طبیب
عشق ہے مذہب، عشق ہی دین
عشق ہے رہبر، عشق ہے پیر
عشق ہے رحمت، عشق ہے نور
عشق ہے وجد اور عشق ہی حال
عشق معظّم عرش نشین
عشق ہے اصل اصول جہاں
عشق ہے گلشن، عشق بہار
پاک نبی شاہد مشہود! (حاضر — حاضر کیا گیا)

عشق ہے جثہ، عشق ہے جان
عشق ہے سودا، عشق جنون (دیوانگی — العشق جنون)
عشق انوکھا، عشق عجیب
عشق ہے ایمان، عشق یقین
عشق ہے مولا، عشق فقیر! (سردار — درویش)
عشق ہے لذّت، عشق سرور
عشق حضوری، عشق وصال
عشق مکرّم شمس مبین!
عشق ہے باعث کون مکان
عشق ہے جنّت، عشق ہے نار
اَلعِشقُ نارٌ[1] فرمود

[1] اَلعِشقُ نَارٌ یُحرِقُ مَا سِوَی اللہِ یعنی عشق آگ ہے جو غیر اللہ کو جلا دیتی ہے ۔

آتش[1] عشق نہ چھوڑے غیر ‏ — ‏ نہ ہی شرّ اور نہ ہی خیر

منزل عشق بلند عظیم! ‏ — ‏ جس موں عاشق رہیں مقیم

عشق مطابق[2] حق فرمان ‏ — ‏ وادی خاص مقدّس جان

بیچ اِس مشہدِ اقدس (حاضر ہونے کی جگہ پاک) لیک ‏ — ‏ ذات کہے فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ[3]

یعنی[4] اسماء اور صفات ‏ — ‏ کر تو نفی (حق سبحانہ) بغیر از ذات

کیا حلال[5] اور کیا حرام ‏ — ‏ کیا ہی کُفر اور کیا اِسلام

[1] چنانچہ وارد ہے اَلْعِشْقُ ھُوَ النَّارُ اِذَا وَقَعَ فِی الْقَلْبِ یَحْرِقُ مَا سِوَی الْمَحْبُوْبِ یعنی عشق آگ ہے جب دِل میں پڑتی ہے تو سوائے محبوب کے ہر شئے کو جلا دیتی ہے۔ از الہامات غوثیہ۔ مست بادۂ قیومی حضرت مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

عشق آں آتش بود چوں بر فروخت ! ؎ ہر چہ غیرِ حق بود آں جملہ سوخت

[2] یعنی قولہٗ تعالیٰ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی میں وادی مقدس سے مقام عشق مراد ہے [3] قولہٗ تعالیٰ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی یعنی اُے موسیٰؑ اپنا جوڑا اُتار دے بے شک تو پاک میدان برکت والے تعریف کئے ہوئے میں ہے [4] چنانچہ فتوحات میں شیخ الاکبر قدس سرہٗ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں اے اخلع اللام والمیم تبق الالف المنزھۃ عن الصفات یعنی لام اور میم (صفتہا اور فعل) سے نکل آؤ تو الف (ذات) جو صفات سے منزّہ ہے باقی رہیگا [5] شیخ عطار رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ؎

چند چند از کفر و ایماں چند چند ؛ ہر دو نعلینِ تو باشد پائے بند!
کفر و ایماں را بہل بالا برآ ؛ معنیٔ صافی بجو از رہنما!
کفر کافر را و دین دیندار را ؛ ذرّۂ دردت دلِ عطّار را ؛

دُنیا[۱] عُقبےٰ[۱] جان حجاب
یہ غیریّت[۲] وہم پہچان
عاشق اِس سے رہیں الگ
عُقبےٰ خاص بہشت مکان
آخرت ۱۲

نار بہشت عذاب ثواب
بخشے اللہ پاک اَمان
دُنیا[۳] جیفہ طالب سگ
مردار ۱۲ — کتا ۱۲
اکثر[۴] اہلش احمق دان
اس کے رہنے والے اکثر بھولے ہوتے ہیں

[۱] تفسیر قادری میں قولہ تعالیٰ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ کے تحت میں ہے کہ امام قشیریؒ نے فرمایا ہے کہ دونوں جُوتے اُتار ڈال، یہ اِس طرف اِشارہ ہے کہ دُنیا اور آخرت کی فکر دِل سے نکال ڈال یعنی عالمِ تفرید میں دونوں جہان پر لات مار [۲] الہامات غوثیہ میں ہے قَالَ عَزَّ وَجَلَّ يَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ لَا تَنْظُرْ اِلَى الْجَنَّةِ وَمَا فِيْهَا وَلَا تَنْظُرْ اِلَى النَّارِ وَمَا فِيْهَا حَتّٰى تَرَانِىْ بِلَا وَاسِطَةٍ یعنی فرمایا حق سبحانہٗ نے اے غوث اعظم نظر مت کر طرف جنّت کے اور اُسکی چیزوں کے اور نہ دیکھ طرف دوزخ کے اور اُس کی چیزوں کے تاکہ تُو بلا واسطہ مجھے دیکھے۔ الغرض حق سبحانہٗ ارشاد اور خطاب فرماتا ہے طرف محبوب کے اے محبوب عالم بسبب اِن دو حجاب کے مجھ سے محجُوب ہیں بہشت اور دوزخ، دِین اور دُنیا، نیکی اور بدی، قہر اور لُطف قُرب اور بُعد، خوف اور رَجا، نُور اور ظُلمت، طاعت اور گناہ پس اے محبُوب تُو نظر کو اپنے اِن ہر دو حجاب سے اُٹھا تا جمال سے میرے مُشرف ہوگا [۳] اَلدُّنْيَا جِيْفَةٌ وَّطَالِبُهَا كِلَابٌ (الحدیث) یعنی دُنیا مُردار ہے اور طلبگار اُس کے کُتے ہیں [۴] اَكْثَرُ اَهْلِ الْجَنَّةِ بُلْهٌ یعنی بہت بہشتی لوگ بھولے ہیں ؛

عشقِ مقدّس منزل پاک
غیر از حضرت حق سبحان!
بحر العشق لبالب تار (عشق کا سمندر ۱۲ — مراد از عشق ۱۲)
لکھاں بیچ اس بحرِ عمیق! (سمندر گہرا ۱۲)
لیکن خاص کوئی مسعود! (نیک بخت)
جیسے مالک ارض افلاک (زمین — ہفت آسمان ۱۲)
گوہر یکتا بحرِ شہود! (موتی — یگانہ ۱۲ — سمندر ۱۲ — توحید عیانی)
حق کی صورت پر مخلوق (ان اللہ خلق آدم علی صورتہ ۱۲)
عشق حقیقت ذات شناس (حق سبحانہ ۱۲)

جس موں محو ہوئے افلاک (فنا — تمام آسمان)
کُلُّ شَیْءٍ ہَالِكٌ[1] جان
مارے موجاں بے شمار
عارف باللہ ہوئے غریق (اولیاء اللہ ۱۲ — غرق ۱۲)
لے نکلا گوہرِ مقصود (موتی ۱۲ — مراد ۱۲)
حضرت غوث الاعظمؓ پاک (محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ۱۲)
مرکزِ کل افلاک وجود (دائرہ کا درمیانی نقطہ — جمع فلک ۱۲ — ہستی)
خود عاشق و خود معشوق
عاشق و معشوق لباس

[1] شیخ الاکبر رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کُلُّ شَیْءٍ ہَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ اَیْ ذَاتُهٗ اِذْ لَا مَوْجُوْدَ سِوَاهُ یعنی ہر شے فانی ہے مگر اُس کی ذات اس لئے کہ اُس کے سِوا کوئی موجود نہیں ہے اور بیضاوی شریف میں آیا ہے اِلَّا ذَاتَهٗ فَاِنَّ اعدامه یمکن۔ ہالک کے معنی کئے ہیں فی حد ذاتہ معدوم یعنی ہر شے نفس الامر میں معدوم ہے صرف اللہ کریم کی ذات پاک موجود بوجودِ حقیقی ہے۔
(از فیصلہ شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ نسبت توحید وجودی)

بادہ (شراب) عشق کے ہیں دو جام (پیالے۱۲)
حضرت عشق ہے نور العین (آنکھ کا نور۱۲)
گوہر (موتی۱۲) عشق و ہر دو کان
جانو عشق منزّہ ذات
عشق شہنشاہ کے دو نام
عاشق بن کے کرے نیاز
عاشق اندر سوز مُدام
دل پُر درد جگر افگار (زخمی۱۲)
آتش عشق جلائی جان
عشق جلا کر کیا کباب!

عاشق و معشوق بنام
عاشق و معشوق دو نین (آنکھیں۱۲)
عاشق و معشوق پہچان
عاشق و معشوق صفات!
عاشق و معشوق غلام!
ہو معشوق دکھاوے ناز
کھانا پینا نیند حرام
چشماں سُرخ سدا خونبار (خون برسانے والی۱۲)
جل بل خاک ہُوا قربان
عاشق بیچ فراق خراب

[1] قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ عَشِقَ فَعَفَّ فَکَتَمَ فَمَاتَ فَھُوَ شَہِیْدٌ اخرجہ الحاکم فی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو عاشق ہُوا اور پاکدامن رہا اور عشق کو چھپایا اور مر گیا پس وُہ شہید ہے من الدرر المنتشرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ للامام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

بحر غماں موں غرق غریب
اور[۱] معشوق رہے خوشحال
زلفاں والی ڈال کمند
خونی چشماں والے تیر
غمزیاں والے ناوک تیز (تیر ۱۲)
ابرواں والی پھڑ شمشیر
سرخ لباں کی نے تلوار
لیکن عاشق جان نثار (جان قربان کرنیوالا ۱۲)
جان ربا کا جور و جفا (محبوب ۱۲، ظلم و ستم ۱۲)
دلبر کا شیریں کلام
دوری اندر رہے صبور! (صابر ۱۲)

ہر دم ہجر فراق نصیب (فراق ۱۲)
مست بصورت حسن جمال
جاناں صید کرے خورسند!
ظالم قاتل بے تقصیر
رہیں ہمیشہ خون آمیز (خون آلودہ ۱۲)
کر کر خون لگاوے ڈھیر
ذبح کرے صد عاشق زار
ہرگز کرے نہ شکوہ یار (گلہ ۱۲)
عاشق سمجھے مہر و وفا
جانے خاص دعا دشنام (گالی)
عین جدائی بیچ حضور

[۱] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اُطْلُبُوا الْخَیْرَ عِنْدَ حِسَانِ الْوُجُوْہِ یعنی خوبروؤں سے نیکی طلب کرو (یہ حدیث طبرانی نے کبیر میں ابن عباس سے روایت کی ہے)۔

حاضر چشماں اندر جان
غائب دل کے بیچ پہچان

غائب اقرب (بہت قریب ۱۲) حاضر دور
جتنا دور زیادہ نور

سورج سے جو ماہ (چاند) نزدیک
ہونا چیز رہے تاریک

جتنا ہووے دور دراز
اُتنا چمکے ہو ممتاز (امتیاز دیا گیا ۱۲)

قطرہ بیچ سمندر نیز
بے قیمت اور ہے ناچیز

بیچ صدف (سیپی ۱۲) کے کرے مقام
دُرِّ یتیم (یکتا موتی ۱۲) رکھاوے نام

یوہیں عاشق دل مشتاق
واصل ہووے بیچ فراق

جبکہ درد فراق نہ ہو
قدر وصال نہ جانے کو

دوری و نزدیکی چھوڑ
وصل جدائی سے منہ موڑ

اقرب البعد (بہت قریب بہت دور ۱۲) ایک پہچان
غائب حاضر واحد (ایک) جان

[ل] عشق حقیقی عشق مجاز
دونو کا ہے ایک ہی راز

[ل] چنانچہ مولوی معنوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

عاشقی گرزیں سرو گرزاں سر است ٭ عاقبت ما را بداں شہ رہبر است

شارحین لکھتے ہیں کہ مراد ازیں سر سے عشق مجازی اور ازاں سر سے عشق حقیقی ہے یعنے عشق مجازی اور عشق حقیقی دونوں موصل الی اللہ ہیں۔ مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

متاب از عشق رُو گرچہ مجازیست ٭ کہ آں بہر حقیقت کارسازیست

یعنی عشق مجازی سے مُنہ نہ موڑ اس لئے کہ وُہ حقیقت تک پہنچاتا ہے کہ المجاز قنطرۃ الحقیقۃ یعنی مجاز حقیقت کا پُل ہے ؎

بلوح اوّل الف با تا نخوانی! ٭ زقرآں درس خواندن کے توانی

یعنی جب تک تُو تختی پر الف بے نہ سیکھے قرآن مجید کو کب پڑھ سکتا ہے۔

صُورت خاص مجاز پہچان ٭ معنیٰ عین حقیقت جان
بے صُورت نہ معنےٰ کو! ٭ بے معنیٰ نہ صُورت ہو
صُورت معنےٰ ایک یقین ٭ سوچ سمجھ اے صاحب دین
بلا محبّت عشق مجاز ٭ سوزش محنت درد گداز
ہرگز کبھی نہ ہووے دُور ٭ خودی تکبّر مان غرور
لیکن شہوت نفس حرام ٭ سنبھل سنبھل کر راکھو گام
جس پر ہو تُم عاشق زار ٭ اوہی ہو تُم دلبر یار
دِل کے اندر دلبر پاک ٭ تُو ہے فرقت سے غمناک

حُسنِ[۱] مقیّد ہے گو حق مُطلق[۲] اور مقیّد چھوڑ تنزیہہ[۳] تشبیہہ جانو نیک خوب یعنی تنزیہہ در تشبیہہ و تشبیہہ در تنزیہہ	چھوڑ مقیّد ہو مُطلق تنزیہہ تشبیہہ سے منہ موڑ یعنی محض تنزیہہ و صرف تشبیہہ ایک ہے ایک ہے ایک ہے ایک

۱؎ لوائح جامیؒ میں ہے:-

از لُطفِ قد و صباحتِ خد چہ کُنی ؂ وز سلسلۂ زُلفِ مُجعّد چہ کُنی

از ہر طرفی جمالِ مُطلق تاباں! ؂ اے بے خبر از حُسنِ مقیّد چہ کُنی

یعنی اے بے خبر تُو صرف حُسنِ مقیّد پر مفتون ہے حالانکہ ہر طرف جمالِ مُطلق چمک رہا ہے اور اُسکے بغیر کوئی شئے موجود نہیں ہے ۲؎ یعنی جس طرح ذاتِ حق ہر قید سے پاک ہے اِسی طرح قیدِ اطلاق سے بھی منزّہ ہے کیونکہ صرف مطلق کہنا بھی اُسے قید لگانا ہے۔ ایسے ہی تنزیہہ اور تشبیہہ کو سمجھنا چاہیئے ۳؎ شیخ اکبر قدس سرہٗ فص نوحیؑ میں فرماتے ہیں ؎

فَإِنْ قُلْتَ بِالتَّنْزِيْهِ كُنْتَ مُقَيِّدًا ؂ وَإِنْ قُلْتَ بِالتَّشْبِيْهِ كُنْتَ مُحَدِّدًا

وَإِنْ قُلْتَ بِالْأَمْرَيْنِ كُنْتَ مُسَدِّدًا ؂ وَكُنْتَ إِمَامًا فِي الْمَعَارِفِ سَيِّدًا

یعنی اگر تُو صرف تنزیہہ کا قائل ہے تو تُو اُسکو قید لگانیوالا ہے اور اگر صرف تشبیہہ کا قائل ہے تو تُو اُسکو حد لگانیوالا ہے اور اگر تُو دونوں اَمروں کا قائل ہے تو تُو مضبوطی والا اور علمِ معارف کا امام اور سردار ہے اور حضرت قبلہ عالمیان سید مہر علیشاہ صاحب ادام اللہ فیوضہم اپنے مکتوبات میں مسئلہ ہمہ اوست کی تحقیق میں فرماتے ہیں وَالْحَقُّ هُوَ الْجَمْعُ بَيْنَ التَّنْزِيْهِ كَمَا وَرَدَ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَالتَّشْبِيْهِ كَمَا نَصَّ عَلَيْهِ فِي (وَهُوَ الظَّاهِرُ) وَفِي حَدِيْثِ الْبُخَارِيْ هُوَ يَتَجَلّٰى هُوَ سُبْحَانَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي صُوْرَةٍ انكروها الخ

بمضمونہ اہل بصیرت پر اس سے روز روشن کی طرح ثابت ہُوا کہ ایمان بجمیع ماجاء بہ الرسل علیہم السّلام کیساتھ اِس پاک گروہ کو حاصل ہے جس کو محجوبین بزعم خود ملحد مُشرک و کافر و الکفر سمجھتے ہیں۔ اور فرمایا مشاہدہ بیمثالی تنزیہہ ہے اور مشاہدہ دُنی یعنی آفاقی و انفسی تشبیہہ ہے اور کمال دونوں کے جمع کرنے سے حاصل ہوتا ہے ؁

	ہے خود حضرت عشق یقین[1]		مَجمَعُ الاَضدَادُ مُبین ضدوں کے جمع ہونے کی جگہ روشن ۱۲ آشکارا	

دَربیان نصیحت خاص پنجابی

	سُن اے طالب با اخلاص		افضل پند نصیحت خاص	

[1] یعنی ذات حق جامع الاضداد ہے جیسا کہ امام ابوسعید خراز رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا بم عرفت اللہ یعنی آپ نے خدا کو کس سے پہچانا فرمایا بجمع بین الاضداد یعنی میں نے اللہ کو اس میں ضدیں جمع ہونے کی وجہ سے پہچانا پھر یہ آیت پڑھی ھو الاول والاٰخر والظاھر والباطن اور صاحب کتاب انسان کامل باب ۳۵ میں فرماتے ہیں کہ تو اِس سے یہ گمان نہ کر کہ اس جمع سے مُراد صرف اوّل اور آخر اور ظاہر اور باطن کا جمع کرنا ہے بلکہ حق اور خلق، تفاضل اور عدم تفاضل، محال اور واجب، معدوم اور موجود، اور محدود اور غیر محدود وغیرہ جو جو نقیضیں اور ضدیں ہیں اُن کا جمع کرنا مُراد ہے۔ پس اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اپنی شانِ ذاتی سے اِن سب اُمور کا جامع ہے اور اُس کی ہوّیت اِن تمام سے عبارت ہے اور اُن کے قول کے یہی معنی ہیں ؁

اِیہا[۱] تار ہمیشہ چھک
ہِکّے[۲] نال محبّت لاء
چھوڑ وظیفے وِرد ہزار
کر ہِک[۴] الف اَحد دا جوڑ
ہِکّو وَحدت حرف پکّا!
ٹھَپ کتاباں طُول طمار

ہِکّو ہِک تے ہِکّو ہِک
ہر پاسے نہ پیا تکّا
تاں ہِک ذاتی[۳] نام چتار
ہئے دفتر دی بیڑی بوڑ
لِکھیا پڑھیا وہن لُڑھا
ہِک نقطے دا کر نِروار

[۱] یعنی اِس بات کو دِل میں جما لے کہ سوائے ذاتِ حق کے اَور کوئی موجود نہیں ہے۔ دین کے اصل اصول کلمہ طیّب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا یہی معنی ہے کہ مَا فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا اللّٰہُ یعنی وجود میں سوائے اللہ کے اَور کوئی شئے نہیں ہے۔ فقط ایک ہی ذات تمام موجودات کی صُورتوں پر جلوہ نما ہے

کُجا غیر کُو غیر کُو نقشِ غیر ٭ سِوَی اللّٰہِ وَاللّٰہِ مَا فِی الْوُجود

[۲] یعنی کثرت کو دیکھ کر تفرقہ میں نہ پڑ بلکہ کثرت میں وحدت کا مُعائنہ کر اور محض ذاتِ حق کیساتھ محبّت رکھ کہ وہی سزاوارِ محبّت ہے [۳] اِسمِ ذاتی اِسم اللہ ہے اِس لئے کہ وُہ ایسی ذات پر دلالت کرتا ہے جو تمام صفاتِ اِلٰہیہ کی جامع ہے بخلاف باقی اسماء کے کہ وُہ ایک ایک صفت پر دلالت کرتے ہیں [۴] قال الشیخ الرّومی قدس سرّہ

صد کتاب و صد ورق در نار کُن
جان و دِل را جانبِ دِلدار کُن ٭

اسماں[1] صفتاں سبھے چھوڑ — ہکا ذات حقیقت لوڑ
چھوڑ طہارت عام تمام — کر ہک دل نوں پاک غلام
پریم نگر دے اندر وس — بھاویں کھیڈ تے بھاویں ہس
عشق پیالہ[2] ہر دم پی — خوشیاں مان ہمیشہ جی
ہکو من دا بھرم مٹا — ہر دم پی تے ہر دم کھا!
دل وچہ ہر دم رکھ دھیان — بھانویں سیجاں رج رج مان
ہمت کرتے ہتھ ہلا! — اینویں جیڑا نہ ترسا!
دل دی چشم بصیرت کھول — اندر یار[3] پیارا گول

۱ اسلئے کہ اسماء اور صفات ذات کا حجاب ہیں جیسا کہ صاحب قوت القلوب نے فرمایا ہے حجاب الذات بالصفات و حجاب الصفات بالاسماء و حجاب الاسماء بالافعال یعنی ذات کا حجاب صفات اور صفات کا حجاب اسماء اور اسماء کا حجاب افعال ہیں پس ان حجابوں سے گذر کر ذات تک پہنچنا چاہیئے اس لئے کہ حق کی خاطر حق کی نفی کرنی جائز ہے ۲ قال العارفؒ ؎

اگر ذوق کونین جوئی مدام ٭ برو عشق مولا گزیں والسلام

۳ کما قولہ تعالیٰ وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ یعنی اور بیچ تمہارے نفسوں کے آیا پس نہیں دیکھتے ہو تم ٭

تیتھوں[1] باہر کجھ نہ مول
ہر دم[2] وسّے تیرے کول
بھانویں[3] جان تے مول نہ جان
اینویں[4] ہوویں آپ جدا!
بے[5] صورت بے نقش نمون

قسم الٰہی قسم رسول
تیرا دلبر محرم ڈھول
توں ہیں آپے دلبر جان
توں خود مظہر ذات خدا
بے مانند بیچوں چگون

۱؎ مرآت العارفین میں حضرت امام حسین ابن علی علیہما السّلام فرماتے ہیں فِفکرُكَ یَاوَلَدِیْ فِیْكَ یَکْفِیْكَ فَلَیْسَ شَیْءٌ خَارِجًا مِّنْكَ یعنی اے فرزند (زین العابدینؑ) فکر تیرا بیچ اپنے کافی ہے تجھے اسلئے کہ کوئی شئے تجھ سے باہر نہیں ہے۔ اسکی شرح میں صاحب جلاء المرآت فرماتے ہیں اگر تو حق سبحانہ کو معہ جمیع شیونات ذاتیہ دیکھنا چاہے تو اپنی حقیقت کو دیکھ۔ تیری ذات مرآتِ ذاتِ حق اور تیری صفات مرایائے صفاتِ حق ہے اور صوَر علمیہ الٰہیّہ جو حقائق اشیاء ہیں سب تیرے آئینہ علم میں مُرتسم ہیں اور وجودات عینیّہ (رُوحیہ مثالیہ جسمیہ) جمیع انواع اور اشخاص کے تیرے مرآۃِ وجود میں منطبع ہیں۔ پس جو کچھ چاہو اپنے آپ میں دیکھو۔ سب کچھ تم میں ہے ۲؎ کَمَا قَوْلُهٗ تَعَالیٰ وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَمَا كُنْتُمْ یعنی اور وُہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو ۳؎ کسی عارف نے کیا عمدہ فرمایا ہے ؎

اے موجِ ز آب کے جدائی داری ٭ دانی اوئی وگرنہ دانی اوئی

یعنی اُے موجِ حادث تو عین بحرِ قدیم ہے خواہ تو جانے یا نہ جانے ۴؎ خواجہ معین الدین اجمیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

تو چند در طلبِ یار در بدر گردی! ٭ بہ خود نگر کہ توئی مظہر ہمہ اشیاء

یعنی تو یار کی تلاش میں دربدر کیوں پھرتا ہے۔ خود کو دیکھ کہ تو ہی تمام اسمائے الٰہی کا مظہر ہے ۵؎ یعنی انسان

کی حقیقت بے صورت اور بیچون ہے۔

توں ہیں[1] پاک منزہ ذات — توں ہیں تھیں کل مخلوقات
توں ہیں[2] اصل اصول جہان — توں ہیں عقل عقول عیان
توں ہیں عابد تے معبود! — توں ہیں ساجد تے مسجود!
توں ہیں بیشک جمل جہان — چوداں طبق زمین آسمان
عالم اکبر[3] ہے تجھ موں — توں ہیں توں ہیں توں ہیں توں
جس جاتی ایہہ رمز نہان — اوہ ہویا صاحب عرفان

[1] یعنی باعتبار حقیقت تیری ذات الواتِ بشریت سے پاک ہے ؎

خویش را صافی کن از اوصافِ خود ❊ تا بہ بینی ذاتِ پاکِ صافِ خود

[2] قال الشیخ العطارؒ ؎ تو بمعنی جانِ جملہ عالمے ❊ ہر دو عالم خود توئی بنگر دمے

لوحِ محفوظ است در معنی دلت ❊ ہرچہ میخواہی از و شُد حاصلت

در حقیقت خود توئی اُم الکتاب ❊ خود ز خود آیاتِ حق را باز یاب

صورتِ نقشِ الٰہی خود توئی! ❊ عارفِ اشیا کماہی خود توئی

[3] چنانچہ دیوان میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں ؎

وَتَزْعَمُ اَنَّكَ جِرْمٌ صَغِيْرٌ ❊ وَفِيْكَ انْطَوَى الْعَالَمُ الْاَكْبَرُ

یعنی تُو نے گمان کیا ہے کہ تُو چھوٹا سا جسم ہے حالانکہ تیرے اندر عالم اکبر سمٹا ہوا ہے۔

قطرے وانگوں وچ دریا	واصل ہویا نال خُدا
بس غُلام محمدؐ یار	نہ کر ظاہر بھید اسرار
ایہی خاطر ہر انسان	اِنشاءَ اللہ کافی جان

در مدحت مُرشدی و مولائی آدام اللہ فیوضہم

(تعریف ۱۲)

مُرشد میرا پیر مُغاں (یعنی معشوق ۱۲)	خاص محمد شیر جوان (قدس سرہ العزیز ۱۲)
عارِف کامل با اِخلاص	خاصُ الخاص و خاصُ الخاص
اُن کا نُور خُدا کا نُور	ایک ہے ایک ایک ضرور
مظہر ذات صفات قدیم	شان معظم خُلق عظیم
اُن کا ہاتھ یدُ اللہ مان (خدا کا ہاتھ ۱۲)	رُخ انور وجہُ اللہ مان (خدا کا چہرہ)
اوّل آخر حق نُما (حق دکھانیوالا)	ظاہر باطن ذات خُدا
وُہ ہے بیشک مظہر ذات	جامع اسماء اور صفات
مخزن کُل اسرار وُجود! (خزانہ ۱۲)	مطلعُ الانوار شہُود!

کنزِ حقائق گنجِ علُوم (خزانہ ۱۲)	گوھرِ مخفی سِرِّ مکتُوم (راز ۱۲ پوشیدہ ۱۲)
پیر ہے سِرُّ اللہ لاریب (بیشک ۱۲)	شاہدِ خلوت خانۂ غیب (معشوق ۱۲ مرتبہ احدیت ۱۲)
پیر[1] ہے اللہ پیر رسُول	واللہ باللہ کرو قبُول (قسم بخدا)
پیر اور حق کو دو مت مان	ایک ہی دیکھ اور ایک ہی جان
حق سے جانے پیر جُدا	وُہ ہے مُنکر ذاتِ خُدا
خود صَیقل مرآتِ ضمیر (آئینہ دل ۱۲)	پیر ہے پیر ہے پیر ہے پیر

[1] چنانچہ مثنوی شریف کے دفترِ سوم میں حضرت مولانا رُوم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

چُونکہ ذاتِ پیر را کردی قبول ؛ ہم خُدا در ذاتش آمد ہم رسولؐ
دو مدان و دو مبین و دو مخوان ! ؛ خواجہ را در خواجۂ خود محو دان
چُوں جُدا بینی ز حق ایں خواجہ را ؛ گم کُنی ہم تن و ہم دیبا جہ را
پیر و حق راز احولی ہر کہ دو دید ؛ اُو مریداست فی الحقیقت نے مُرید

اور مطالب رشیدی میں حضرت تراب علیشاہ صاحب قلندر قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

پنجۂ پیر نقشِ اللہ ہست ! ؛ کے ازیں رمز ہر کس آگاہ ہست
از یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ ؛ شُد یقینم کہ مُرشد اللہ ہست

یعنی پیر کا پنجہ اللہ کا نقش ہے ۔ ہر کوئی اس راز سے آگاہ نہیں ہے ۔ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ پڑھ کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ مُرشد عین حق ہے ۔

لُوں لُوں اندر لکھ لکھ جان
لکھ لکھ بار کروں قربان

تو بھی عاجز رہوں سَدا
کبھی نہ ہووے شُکر ادا

پیر میرے کا پیر اجلّ
جس کی جاگہ پیر محل

حق کا اندر خلق نواب
قُطبِ علیؒ قُطبُ الاقطاب

اُن کے دَر پر کریں سوال
غوث فقیر ولی ابدال

قُطب العالم کے فرزند
عالی ذات و قدر بلند

اَوّل فضل حسینؒ امیر
ثانی غوث محمّد پیر

پیر میرے کا بھی اِک لال
صاحبِ صُورت حُسن کمال

سرورِ عالم کا مقبول
حضرت پیر غلام رسُولؐ

مانگوں ہر دم دست اُٹھا
اللہ سے یہ خاص دُعا

پیر میرے کا نُور ظہور
رہے قیامت تک مشہور

شام سحر تا روزِ جزا (تاقیامت)
لنگر جاری رہے سَدا

دائم تا اَبدُ الآباد! (ہمیشہ ۱۲)
یہ میخانہ رہے آباد

ساغر اور صراحی جام (پیالہ ۱۲)
بھر بھر ساقی کرے نثار
تا ابد الآباد مدام
اللہ چاہے رہے نصیب
ہووے جسدم روح رواں

گردش اندر رہے مُدام (ہمیشہ ۱۲)
پی پی مست رہیں میخوار (شرابی ۱۲)
رہے سلامت یہ انعام
عشق الٰہی قربِ حبیبؐ
کلمہ طیّب پڑھے زبان (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ)

خاتمہ

حمد الٰہی لاکھ ہزار
بلا مشقت محنت رنج
با الطاف لطیف خبیر (جمع لطف ۱۲) (حق سبحانہ)
اللہ پاک کرے مقبول
جس نے جانا با اخلاص
جو سمجھے با صدق و صفا!

ہمّت بخشی ذات غفّار
کھلا وحدت والا گنج! (خزانہ ۱۲)
ہوئی مکمّل یہ تحریر (پوری)
یہ تصنیف طفیل رسولؐ
وہ ہے عارف خاص الخاص
ہووے واصل ذات خدا

رمزِ الوحدت ہُوا تمام
پڑھو غُلام درود سلام

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

تَمَّتْ بِالْخَیْر

شجرۂ غوثیہ وحدت نامہ ذاتیہ

نظم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تھا کُنتُ کنزاً میں چھپا — حُسنِ ازل کا بادشاہ
وُہ نورِ حق ظاہر ہُوا — اوّل بصورت مُصطفٰے

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّی ذات کا

قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی کلامہ القدسی کُنتُ کنزاً مخفیاً[1] فاحببتُ ان اُعرف فخلقتُ الخلق ط

لے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم۔

بعد از نبیؐ ذاتِ جلی
شُد بر علی[2] خود منجلی
واللہ بشکل ہر ولی
خود حق ہوا جلوہ نما

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّی ذات کا

لی پہن پوشاکِ حسنؑ
اور خود حسین[3] آیا وہ بن
الغرض بعد از پنجتن
وُہ خود ہوا زین العبا[4]

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّی ذات کا

خود بن کے باقر[5] شاہ دین
صادق[6] ہوا وُہ بالیقین
کاظم[7] کی پہنی پوستین
پھر خلعتِ موسیٰ[8] رضا

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّی ذات کا

ٹے حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ ٣ے حضرت امام حسین علیہ السلام ٤ے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ٥ے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ٦ے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ٧ے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ٨ے حضرت امام موسیٰ رضا علیہ السلام۔

دوازدہ کی شان پر — جب حق ہوا خود جلوہ گر
پوشاک آیا پہن کر — معروف[٩] کرخیؒ کی صفا

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّے ذات کا

لی سرّی سقطیؒ[١٠] کی قبا — جُبّہ لیا جُنیدؒ[١١] کا!
اور شیخ شبلیؒ[١٢] کی رِدا — وُہ شان ذاتِ کبریا

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّے ذات کا

بوالفضلؒ[١٣] کی خود جان میں — اور بوالفرحؒ[١٤] کی آن میں
پھر بوالحسنؒ[١٥] کی شان میں — ظاہر ہوئی شانِ خُدا

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّے ذات کا

٩ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ ١٠ حضرت سرّی سقطی رحمۃ اللہ علیہ ١١ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ١٢ حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ ١٣ حضرت ابوالفضل عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ ١٤ حضرت ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ ١٥ حضرت ابوالحسن الہنکاری رحمۃ اللہ علیہ۔

صورت میں جب بوالخیر[16] کی
نسبت گئی اُٹھ غیر کی
اُس ذات نے خود سیر کی
وحدت ہوئی جلوہ نما

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّی[17] ذات کا

اللہ نے جب جلوے کئے
پایا لقب خود ذات نے
محبوب[18] سبحانی بنے
حضرت محی الدینؓ کا

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّی ذات کا

پھر خود ہوئے عبدالوہاب
ابوالفرح[20] صوفی خطاب
اور فضل[19] حق عالی جناب
اور احمد[21] سرِّ عماء

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّی ذات کا

ظاہر ہوئی ذاتِ جلی
بر شکل مسعود[22] ولی

[16] حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر محمد مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ [17] حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الاعظم محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ [18] حضرت سید عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ [19] حضرت سید فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ [20] حضرت سید ابوالفرح صوفی رحمۃ اللہ علیہ [21] حضرت سید احمد گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ [22] حضرت سید مسعود رحمۃ اللہ علیہ۔

پھر بن کے نورالدین علیؒ[23] — شاہ میرؒ[24] کو بخشا لقا

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّےٰ ذات کا

خود ذات نے جلوہ گری — بر شکل شمس الدینؒ[25] کری

پھر بنکے عبدالقادریؒ[27] — غوثِ محمدؒ[26] سے مِلا

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّےٰ ذات کا

جلوے ہیں ذاتِ قدیر کے — بالا محمدؒ[28] پیر کے

توحید کی توقیر کے — منصب ملے اُن کو سوا

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّےٰ ذات کا

وہ شانِ عبدالقادریؒ[29] — عبدالوہابؒ[30] از خودیری

اے زین العابدؒ[31] برتری — عبدالرزاقؒ[32] از خود فنا

---

٢٣ حضرت سید نور الدین علی رحمۃ اللہ علیہ ٢٤ حضرت سید شاہ میر رحمۃ اللہ علیہ ٢٥ حضرت سیّد شمس الدین محمد رحمۃ اللہ علیہ ٢٦ حضرت سید محمد غوث گیلانی رحمۃ اللہ علیہ ٢٧ حضرت سید عبد القادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ ٢٨ حضرت شیخ محمد بالا پیر رحمۃ اللہ علیہ ٢٩ حضرت سید عبد القادر ثالث رحمۃ اللہ علیہ ٣٠ حضرت سید عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ ٣١ حضرت سید زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ ٣٢ حضرت سید عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ۔

یا الٰہی کر میرے دل پر تجلّیٰ ذات کا

ہیں مصطفیٰ[۳۳] نورِ احد
محمود[۳۴] جیلانی صمد
ہو مجتبیٰ[۳۵] کی کون حد
لَا ابتدا لَا انتہاء

یا الٰہی کر میرے دل پر تجلّیٰ ذات کا

جلوہ ہوا جب خاک پر
حیدر[۳۶] کی صورت پاک پر
مالک بنے افلاک پر
شاہ غوث[۳۷] عالی مرتبہ

یا الٰہی کر میرے دل پر تجلّیٰ ذات کا

سیّد[۳۸] امان اللہ کے!
جلوے ہیں اِلاَّ اللہ کے
انوار وجہ اللہ کے!
چہرہ پہ ہیں اُن کے سدا

یا الٰہی کر میرے دل پر تجلّیٰ ذات کا

۳۳ حضرت سیّد مُصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ ۳۴ حضرت سیّد محمود جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ۳۵ حضرت سیّد مجتبیٰ المعروف چراغ شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۳۶ حضرت سیّد حیدر بخش رحمۃ اللہ علیہ ۳۷ حضرت سیّد غلام غوث رحمۃ اللہ علیہ ۳۸ حضرت سیّد امان اللہ المعروف ہاتھی وان علیہ الرحمت -

شیرِ علیؓ [۳۹] خود ذات ہیں | مجموعۂ آیات ہیں
کیا سیّدُ السّادات ہیں | سو جان ہو اُن پر فدا

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّی ذات کا

شمعِ جمالِ ذاتِ حق | سیّد [۴۰] چراغ آمد بحق
ہیں مالکِ چودہ طبق! | وُہ سالکِ راہِ ھُدا

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّی ذات کا

قطبِ [۴۱] علیؓ کی شان میں | آیات ہیں قرآن میں
جو وصف ہیں رحمان میں | یعنی عَلَی الْعَرْشِ اسْتوا

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّی ذات کا

حُلیہ ہے اِلّا اللہ کا | شیرِ محمّد [۴۲] شاہ کا

---

[۳۹] حضرت سید علی شیر رحمۃ اللہ علیہ [۴۰] حضرت سیّد چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ [۴۱] حضرت جناب قُطب الاقطاب سیّد قُطب علی شاہ صاحب بُخاری قدس اللہ سرہُ العزیز [۴۲] حضرت جناب غوثیت مآب مخزنِ علومِ ربانی مُرشدی و مخدومی سید شیر محمّد شاہ صاحب گیلانی ادام اللہ فیوضہم۔

چمکا جو نُور اُس ماہ کا
توحید کا ڈنکا بجا

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّی ذات کا

فضل حُسین۴۳ کمال ہیں
قطب علیؒ کے لال ہیں
شانِ جلال وجمال ہیں
مُلکِ قِدم کے بادشاہ

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّی ذات کا

چاہا خُدا نے جس گھڑی
پہنے لباسِ دلبری
صُورت غلام رسُولؒ۴۳ کی
بنکر کئے ناز و ادا

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّی ذات کا

جب حق بہ حق مائل ہُوا
توحید کا قائل ہُوا
تب خود بخود سائل ہُوا
ہو کر غلامِ۴۳ بے نوا

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّی ذات کا

۴۳ حضرت سیّد فضل حُسین شاہ صاحب دامت برکاتہ، ۴۳ حضرت جناب صاحبزادہ سیّد غلام رسول شاہ صاحب ادام اللہ حیوٰتہ ۴۳ خادم الفقراء غلام محمدؐ عفی عنہ۔ آمد بالخیر۔

جو ذات اصل اُصول ہو	خود سائل و مسئول ہو
کیوں نہ کر پھر مقبول ہو	اِس مضطرب دِل کی دُعا

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّیٔ ذات کا

دِل مطلعِ انوار ہو	رُوح مخزنِ اسرار ہو
سینہ میں دِلبر یار ہو	خود موجزن بحرِ انا

یا الٰہی کر میرے دِل پر تجلّیٔ ذات کا

آمین

راقم

خادم الفقراء

غلام محمد بقلم خود مؤرخہ ۱۸ ماہ صفر ۱۳۵۵ھ

(از جلّوانہ)

نسب نامہ جناب غوثیت مآب مخزن علوم سبحانی مرشدنا و مولانا حضرت سیّد شیر محمد صاحب گیلانی ادام اللہ فیوضہم

نظم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

بحرِ قدم سے موجہا
اوّل ہوئی جلوہ نما

ظاہر ہوئیں جب بے بہا
موجِ محمد مصطفٰے[1]

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

بشاہِ علی[1] موجِ دگر
حسنِ[3] مثنٰی سر بسر

حسن[2] و حسین[2] ہر دو گہر
ہیں دُرِ یکتائے صفا

[1] جنبشِ اوّلین بحرِ قدم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم [1] حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ [2] حضرت امام حسن علیہ السلام [3] حضرت سیّد حسن مثنےٰ رضی اللہ عنہ ۔

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

عبدُ اللہ[۴] دُرِ مکنون ہیں
دُرِ خاص موسیٰ[۵] الجون ہیں
موتی جو گوناگون ہیں
رنگ سُرخ عبد اللہ[۶] کا

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

ہیں سیدِ موسیٰ[۷] دگر
از بحرِ وحدت جلوہ گر
داؤد[۸] گوہر چوں قمر
چمکی محمد[۹] کی ضیا

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

چوں موج زد دریائے ہو
ظاہر شدہ یحییٰ[۱۰] از و
عبد اللہ[۱۱] الجیلی کی جو
چشمہ ابو صالح[۱۲] بنا

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

[۴] حضرت سید عبد اللہ محض رحمۃ اللہ علیہ [۵] سید موسیٰ الجون رحمۃ اللہ علیہ [۶] سید عبد اللہ ثانی رحمۃ اللہ علیہ [۷] سید موسیٰ ثانی رحمۃ اللہ علیہ [۸] سید داؤد رحمۃ اللہ علیہ [۹] سید محمد رحمۃ اللہ علیہ [۱۰] سید یحییٰ زاہد رحمۃ اللہ علیہ [۱۱] سید عبد اللہ جیلی رحمۃ اللہ علیہ [۱۲] سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ۔

اِک موج پھر پیدا ہوئی شاہِ محیؒ[13] الدّینؒ ولی	بغداد کی جانب چلی محبوبِ سُبحانی ہُوا

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

پھر موج تاجؒ[14] الدینؒ کی سیّد علاؤ[16] الدّینؒ بھی	اور پھر ابُو صالحؒ[15] زکی ہیں موج بحرِ کبریا

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

ہیں موج بدرؒ[17] الدینؒ عجب عبدُ[19] اللہؒ ہیں عالی نسب	پھر شاہِ صدرؒ[18] الدین لقب اُس بحرِ حق کا بُلبلا!

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

ہیں فضلؒ[20] اور عبدؒ[21] الرحیمؒ	اُس بحر کے دُرِّ یتیم

[13] حضرت محبوب سُبحانی قُطبِ ربانی سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ [14] سید تاج الدین عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ [15] سید ابوصالح نصر قاضی القضات رحمۃ اللہ علیہ [16] سید علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ [17] سید بدرُالدین حسین رحمۃ اللہ علیہ [18] سیّد صدرالدین نوری رحمۃ اللہ علیہ [19] سید عبداللہ حسن رحمۃ اللہ علیہ [20] سید محمد فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ [21] سید عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ۔

اور سیّد موسےٰ[۲۲]ؒ کریم — آمد چو دُرِ بے بہا

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

احمدؒ[۲۳] عجب موتی بنا — مرجان ابراہیمؒ[۲۴] کا

سیّد ظہور الدینؒ[۲۵] سا — گوہر نہ دیکھا نہ سُنا

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

عیسےٰؒ[۲۶] دُرِ نایاب ہیں — حامدؒ[۲۷] چو لعلِ ناب ہیں

سیّد نصیرؒ[۲۸] سحاب ہیں — سیّد جلالؒ[۲۹] ابرِ صفا

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

ہیں خیر بخشؒ[۳۰] با کرم — خود لؤلؤئے بحرِ قدم

اور شیخ شرف الدینؒ[۳۱] یم — دُرِ تاج محمودؒ[۳۲] اولیاء

۲۲ سیّد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ ۲۳ سیّد احمد رحمۃ اللہ علیہ ۲۴ سیّد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ ۲۵ سیّد ظہور الدین رحمۃ اللہ علیہ ۲۶ سیّد محمد عیسےٰ رحمۃ اللہ علیہ ۲۷ سیّد حامد اللہ رحمۃ اللہ علیہ ۲۸ سیّد نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ ۲۹ سیّد جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ ۳۰ سیّد خیر بخش رحمۃ اللہ علیہ ۳۱ سیّد شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ ۳۲ سیّد تاج محمود مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

گوہرِ بہاول دین[٣٣]ؒ کا! — دُرِ عبدِ رحمان[٣٤]ؒ سیاح
کیا نورِ احمد[٣٥]ؒ پارسا — ہیں ماہیِ بحرِ بقا!

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

ہیں دُرِّ بحرِ لَم یَزَل — خود گوہرِ حق بے بَدل
وُہ مَوجد[٣٦]ؒ دریا فی المثل — ہیں مَوج دریائے خُدا!

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

زَد مَوجِ دریائے قَدِم! — آمد بصحرائے عَدم
شیرِ محمد[٣٧]ؒ خوش قدم — شُد باز در بحرِ بقا

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

٣٣ سیّد بہاول الدین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ٣٤ سیّد عبد الرحمٰن سیاح رحمۃ اللہ علیہ ٣٥ سیّد نور احمدؒ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ ٣٦ حضرت سیّد موجد دریا صاحب گیلانی علیہ الرحمۃ ٣٧ جناب محبوب ربّ الارباب حضرت سیّد شیر محمدؒ شاہ صاحب گیلانی قدس سرہ العزیز۔

وہ موج گوہر بار ہیں جن کے دُرِ شہوار ہیں	خود قلزمِ اسرار ہیں سیّد[۳۸] غلام رسولؒ شاہ

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

دل محوِ دلبر یار ہو اِس قطرۂ ناچیز کو	واصل غلام زار ہو دریائے وحدت میں ملا

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

یارب کرم کی کر نظر اِس دَر سے ہوں لاکھوں دُرر	بہرِ نبی خیر البشر! تا یوم دیں جلوہ نما

یا الٰہی کر مجھے بحرِ حقیقت میں فنا

[۳۸] مقبولِ بارگاہِ الٰہ حضرت سیّد غلام رسولؒ شاہ صاحب ادام اللہ حیوتہٗ وافاض علینا برکاتہٗ۔ آمد بالخیر۔

تمت بالخیر

راقم

خادم الفقراء غلام محمد ازجلوانہ

فہرست مضامین رمز الوحدت

کاتب محمد شریف چک ۳۵

فہرست جلوی کتب خانہ

اعلیٰ حضرت سراپا رحمت سُلطانِ اوتاد تاجدارِ افراد نائب خاتم الاولیاء محبوب ازلی امام ہمام بازِ اشہب عالی سرکار غوث الاعظم پاک ثانی ولاثانی حضور مجسّم نور جانِ جہان پیرِ مغان سیّدنا و مولانا پیر غلام محمد صاحب قبلہ امام جلوی رضی اللہ عنہ کی علم تصوّف میں نایاب نادر الوجود صد مایۂ ناز اور ایمان وعرفان افروز تصنیفات طیّبات کے مطالعہ عین طالعہ سے اپنے دِلوں کو عشقِ رسولِ پاک علیہ الصلوٰۃ والسّلام اور ذوق شوق سے بھرپور فرمادیں۔ وہو ھٰذا :۔

۱	اسرار المقطعات و رموز المتشابہات منظوم فارسی بمعہ ترجمہ تحت السطور و شرح سلیس اُردو	..	۱۵
۲	اسرار التوحید جلد اوّل یعنی ملفوظات طیّبات	..	۱۰
۳	اسرار التوحید جلد دوم یعنی ملفوظات طیّبات	..	۱۰
۴	تحقیق الاولیاء فی شان سلطان الاصفیاء رضی اللہ عنہ	..	۱۰
۵	تحقیق العارفین فی حقیقت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین (جلد اوّل)	..	۸
۶	(مکتوبات طیبات) یسقون من رحیق مختوم المعروف بہ تعلیم توحید و دقیق علوم	..	۷
۷	تحقیق العارفین فی حقیقت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم (جلد دوم)	..	۵
۸	تفسیر رُومیؒ	..	۵
۹	نور الایمان فی علم العرفان	..	۳
۱۰	تفسیر جلویؒ	..	۳
۱۱	تفسیر برزخ جامع	..	۳
۱۲	اسرار المقطعات و رموز المتشابہات منظوم عربی بالاعراب بمعہ ترجمہ تحت السطور و شرح سلیس اُردو	۷۵	۲
۱۳	نُورِ ولایت	۵۰	۲
۱۴	دیوانِ عشق	..	۲

۱۵	رمز الوحدت	..	۳
۱۶	پیغام جلوی رضؓ	۵۰	۱
۱۷	مدیحۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم	..	۱
۱۸	وصال باکمال سیّد شیر محمد شاہ صاحب گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	..	۱
۱۹	خلاصۃ المنام المعروف گلدستۂ انعام	..	۱
۲۰	مرآت العاشقین	..	۱
۲۱	گلدستۂ عقیدت حصّہ دوم	..	۱
۲۲	برزخ جامع	..	۱
۲۳	کمالِ جلوی رضؓ	۷۵	۰
۲۴	وصال نامہ سیّد قطب علیشاہ رضؓ صاحب محلوی قدس سرہ العزیز	۳۷	۰
۲۵	شجرہ غوثیہ وحدت نامہ ذاتیہ	۱۳	۰
۲۶	اسرار القدم من فصوص الحکم	..	۲۰
۲۷	اسرار التوحید جلد سوم دفتر اوّل	..	۳
۲۸	تفسیر جلوی رضؓ مکمّل	..	۵

زیرِ سرپرستی

سجّادہ نشینان والاشان آستانہ عالیہ قادریہ رضؓ ڈھڈی والا شریف لائل پور شہر

قبلہ حضرت پیر محمد نیاز حسین رضؓ صاحب قبلہ حضرت پیر محمد انوار حسین رضؓ صاحب

قبلہ حضرت پیر محمد اعجاز حسین رضؓ صاحب و قبلہ حضرت پیر محمد افتخار حسین رضؓ صاحب

اَدَامَ اللّٰہُ تَعَالٰی فُیُوْضَھُمْ وَاَفَاضَ عَلَیْنَا بَرَکَاتِہِمْ

مطبوع شُد

ملنے کا پتہ: میاں محمد یار وٹو قادری رضؓ ڈھڈی والا کلاں لاہور روڈ لائل پور شہر